واستمع

یوم ینادِ المنادِ من م...

یوم یسم...

خوب غور...

حق کی ندا...

و...

پبلشنگ...

فہرست مضامین

بقیہ عنوانات کتاب

پہلا باب

دینِ بہائی اور قاد

تمہید:- انیسویں صدی مسیحی جو ازل سے عدد انیس ۱۹ کی مخفی طاقتوں کا جولانگاہ قرار دی جا چکی تھی۔ جس کا مسیحی روح سے متاثر ہونا ازل سے کچھ ایسا مقدر تھا کہ جمالِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی صدی کے متعلق امتِ مسیحی کے بارے میں فرمایا "تقوم الساعۃ والروم اکثر الناس" (الحدیث) یعنی قیامت قائم ہوگی اور عیسائی قوم بکثرت پھیل جائے گی۔

یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق کتبِ مقدسہ میں وارد ہے کہ روح اللہ کی روحانیت کا انتشار اس شد و مد سے ہوگا کہ عورتوں تک کو الہام ہونگے اور نابالغ بچے نبوت کرینگے۔"

یہی وہ زمانہ ہے جس کے دیکھنے کی انبیاء علیہم السلام کو تمنا تھی۔ یہی وہ زمانہ ہے جو اپنی قوت و تاثیر اور نفوذ - جدت و اختراع اور انقلاب و ہیجان میں گذشتہ ازمنہ سے دس ہزار گنا افضل اور بہترین اور خوش منظر قرار دیا گیا تھا۔

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرھویں صدی جو اہل اسلام کی مشہور حدیث الآیات بعد المأتین کی مصداق تھی اسی انیسویں صدی مسیحی میں پڑتی تھی۔ ۱۹- اور ۱۳ میں کیا نسبت ہے۔ ہر دو اعداد میں اس قدر کیوں قوت اور تاثیر ہے۔ یہ اعداد انقلاب و ہیجان اور جدت و اختراع سے کتنا گہرا تعلق رکھتے ہیں

یہ بحث اگر ہمارے موضوع سے خارج نہ ہوتی تو ہم حیرت انگیز اور محیرّ العقول تاثیرات ان اعداد کی اپنے مضمون میں درج کرتے۔

نقطۂ انقلاب

انتہا یہ ہے کہ وہ مقدس موعود صدی جو بے حد و بے شمار نعمائے الٰہی کی حامل تھی اختراع و ایجاد کی کان تھی ہیجان و انقلاب کی معدن تھی۔ ہاں وہی صدی جو ولادتِ روح سے انیسویں اور ہجرت رسول سے تیرھویں صدی شمار کی جاتی تھی۔ انبیاء علیہم السلام جس کے منتظر تھے، عرصۂ بطون سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ اور ان خدا کی نعمتوں کا مرکز ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء کو ایران کے مقدس شہر "طہران" میں "حسین علی" کے نام سے عالم وجود میں آیا اور دو سال بعد ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء کی فجر کو اس مظہر ربوبیت کا منادی (انا اصغر من ربی بسنتین) "میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں" کا مصداق ایران کے مقدس شہر شیراز میں "علی محمد" کے نام سے معروف ہوا۔

جونہی یہ ہر دو مرکز رحمتِ ربانی عالمِ وجود میں آئے موجودات کی عقول و افکار میں ایک غیر معمولی ہیجان اور انقلاب رونما ہو گیا۔

اس مبارک پیدائش کے اثرات نے ارواح و افکار میں ایک غیر معمولی تغیر پیدا کر دیا۔ کیا مغرب اور کیا مشرق ہر جگہ موعودِ کل ادیان کی راہوں کو تکنے والے ظاہر ہو گئے۔ جملہ مذاہب کے ذی فہم اور متدین انسان اپنی کتب مقدسہ کے موعود کی تلاش میں نکل پڑے۔ بے شمار کتب، موعود اُمم محبوب عالم کے ظہور کے متعلق شائع کی گئیں۔ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کی خدمات ان جملہ مبشرانِ موعودِ اُمم سے اہم ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انہی کی رہنمائی سے اللسانِ حق نے حضرت باب (سید علی محمد) کو سنہ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء میں پا لیا اور حضرت باب کی راہنمائی کے مطابق آپ کے متبعین نے حضرت بہاء اللہ (میرزا حسین علی)

کو موعودِ کل ادیان کی حیثیت سے پہچانا۔

رجوع الی المقصد

مختصر یہ کہ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے جو انتشارِ نورانیت اور روحانیت ہوا، اس نے ۱۲۶۰ ہجری سے لیکر کہ حضرت باب جل ذکرہ کے ظہور کا وقت ہے ۱۳۰۹ھ تک کہ حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کی وفات کا وقت ہے۔ اس پچاس سال کے عرصہ میں صفحۂ ہستی کو ایک دوسرے رنگ سے رنگین کر دیا۔ اس نور کے ظہور نے بعض لوگوں کو اس قدر چکاچوندھ میں ڈالا کہ وہ نابالغ بچوں کی مانند ٹھوکر کھا کر "دعویٰ نبوت" کر بیٹھے اور اپنے آپ کو "موعودِ ادیان" یقین کرنے لگے۔ ایسے ہی حد سے بڑھ جانے والے لوگوں میں سے جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جو اس وقت ہمارے اس مضمون کے موضوع اور مطمحِ نظر ہیں۔

مختصر حالات جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

انیسویں صدی مسیحی میں جبکہ حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ اور حضرت باب جل ذکرہ کی پیدائش کے انوار کی وجہ سے عقول و افکارِ عالم میں ایک ہیجان برپا ہو چکا تھا، اسی انقلاب و ہیجان میں ۱۸۳۹ء ۱۸۴۰ میں جناب میرزا صاحب موصوف کی (بقولِ خود) پیدائش ہوئی اور بقول بعض ۱۸۳۵ء یا ۱۸۳۶ء میں آپ پیدا ہوئے۔

آپ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو سمرقند سے خراسان اور خراسان سے ہندوستان کے صوبہ پنجاب کے ایک گاؤں "قادیان" ضلع گورداسپور میں آکر آباد ہوئے۔ آپ کا خاندان گورنمنٹ برطانیہ کی نگاہ میں ایک معزز خاندان تھا۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو عربی، فارسی کی اچھی تعلیم دلائی تھی۔ آپ کو بچپن ہی سے حصولِ علم کا شوق تھا۔ بالخصوص مذہبی تعلیم اور بحث و مباحثہ سے آپ کو

بہت دلچسپی تھی اور اس امر کی جانب آپ کا طبعی رجحان تھا۔ چنانچہ آپ اپنے علمی مشاغل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

بہر مذہبے غور کردم بسے ، شنیدم بدل حجّت ہر کسے
بخواندم ز ہر ملتے دفترے ، بدیدم ز ہر قوم دانشورے
ہم از کودکی سوئے این تاختم ، دریں شغل خود را بینداختم
جوانی ہمہ اندریں باختم ، دل از غیر ایں کار پرداختم
بماندم دریں غم زمانِ دراز
نخفتم ز فکرش شبانِ دراز

(ملاحظہ ہو کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۷، حضرت مسیح موعود کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر احمدی)

۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا اور ۱۹۰۸ء میں آپ نے وفات پائی۔ اس عرصہ میں آپ نے چھوٹی بڑی ۸۰ کے قریب کتابیں لکھیں اور کئی ہزار اشتہار مختلف زبانوں میں شائع کئے ہیں۔ جو دس جلدوں میں طبع ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ "صرف اور صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے۔ اس دین کے بعد اور کوئی دین نہیں آسکتا۔ خدا نے اس دین کی حفاظت کے لئے مجھ کو مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔ چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) براہین احمدیہ پانچ حصے (۲) سرمۂ چشم آریہ (۳) شحنۂ حق (۴) ست بچن (۵) فتح اسلام (۶) توضیح مرام (۷) ازالۂ اوہام دو حصے (۸) تحفہ گولڑویہ (۹) تحفۂ غزنویہ (۱۰) تحفہ بغداد (۱۱) شہادت القرآن (۱۲) کشتیٔ نوح (۱۳) آئینہ کمالاتِ اسلام (۱۴) چشمۂ معرفت (۱۵) حقیقۃ الوحی (۱۶) تریاق القلوب (۱۷) نور الحق دو حصے (۱۸) مسیح ہندوستان میں (۱۹) لیکچر سیالکوٹ (۲۰) لیکچر لاہور المعروف بہ پیغام احمد وغیرہ

آپ کی وفات کے بعد آپکے فداکار مخلص مرید حکیم مولوی نورالدین صاحب جو ہندوستان کے مشہور علماء میں سے تھے آپکے جانشین ہوئے۔ جنھوں نے ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔

حکیم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ جماعت کے ایک حصہ نے جناب میرزا صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے میاں بشیر الدین محمود احمد کو جناب میرزا صاحب کا جانشین تسلیم کر لیا۔ اور جماعت کے دوسرے حصہ نے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو اپنا امیر تسلیم کر لیا۔

اختلاف کی وجہ جناب میرزا صاحب کا دعویٰ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب جو ایک حصہ احمدی جماعت کے امیر ہیں جن کا مرکز پنجاب کا دارالسلطنت لاہور ہے کہتے ہیں۔ کہ جناب میرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ کی کتب میں جہاں جہاں لفظِ نبوّت ہے وہ مقام ولایت کا مرادف ہے۔ جیسا کہ خود جناب میرزا صاحب نے اپنی وفات سے چند گھنٹے قبل یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ میں ایسا ہی نبی ہوں جیسا کہ اِس اُمت میں پہلے اولیاء اللہ کو نبی کہا گیا ہے۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں جناب میرزا صاحب کی ایک یہ تحریر پیش کی جاتی ہے۔ وھو ھٰذا :-

"لاہور۔ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء۔ ظہر۔ ایک شخص سرحدی آیا۔ بہت شوخی سے کلام کرنے لگا۔ اس پر فرمایا۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا۔ نہ نماز علیحدہ بنائی ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔ یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے۔ جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو اسے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں۔ مثنوی میں لکھا ہے۔ "آن نبی وقت باشد اے مرید" محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے

حضرت مجدد (شیخ احمد سرہندی۔ ناقل) نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ پس کیا سب کو کافر کہوگے ؟ (منقول از کتاب حقیقۃ النبوت ص ۲۷۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب)

اس کے بالمقابل جناب میرزا صاحب کا خط مندرجہ اخبار عام لاہور ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کی یہ عبارت پیش کی جاتی ہے:۔

"جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے...... انھیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۲۷۰/۲۷۱)

الغرض جناب میرزا صاحب کے متبعین میں ان کے نفس دعویٰ کے متعلق ہی اختلاف ہے ہر دو فریق کی جانب سے اس موضوع پر متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی جماعت کی طرف سے کہ جس کا مرکز شہر لاہور ہے اور وہاں سے اس فریق کا ایک اخبار بنام "پیغام صلح" نکلتا ہے۔ جس کی بنا پر قادیانی جماعت کہ جس کا مرکز قادیان ہے فریق ثانی کو "لاہوری" اور "پیغامی" بھی کہتے ہیں۔ "النبوۃ فی الاسلام" "قمر الھدیٰ" اور کئی ایک دوسری کتابیں اس موضوع پر شائع ہو چکی ہیں کہ جناب میرزا صاحب نبی نہ تھے بلکہ ایسے ہی ایک ولی اللہ تھے جیسا کہ بدو اسلام سے آج تک ہوتے چلے آئے ہیں۔

قادیانی جماعت کو قادیان میں مرکز رکھنے کی وجہ سے لاہوری جماعت انھیں "قادیانی" اور کبھی کبھی "محمودی" بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ قادیان کی جماعت جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد خلف اکبر جناب میرزا صاحب مرحوم کی ماننے والی ہے۔ اس جماعت کی جانب سے جناب میرزا صاحب مرحوم کی نبوت کے اثبات میں "حقیقۃ النبوۃ" "النبوۃ فی القرآن" "النبوۃ فی الاحادیث" "النبوۃ فی الالہام" وغیرہ متعدد رسائل شائع ہو چکے ہیں۔

قادیانی جماعت کے مرکز قادیان سے الفضل۔ الحکم۔ فاروق اور رسالہ "ریویو آف ریلیجنز"

وغیرہ روزانہ۔ ہفتہ وار۔ ماہوار اخبار و رسائل بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ دونوں جماعتیں بیرون ہند تبلیغ اسلام کا کام کرتی ہیں اور غیر ممالک میں بھی ہر دو جماعتوں کے کم وبیش مشن موجود ہیں۔ قادیان اپنی تعداد لاکھوں کی بتاتا ہے اور لاہوری جماعت کی تعداد قادیانی لوگ ہزاروں تک بتاتے ہیں۔

راقم الحروف اور قادیانیت

راقم الحروف جو اس وقت شہر دہلی دار السلطنت ہندوستان میں مقیم ہے، قادیان ضلع گورداسپور کے قریب کا رہنے والا ہے۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں مدعی قادیان کے ادعاء مسیحیت کی تحقیق کی جانب متوجہ ہوا۔ میں نے سب سے زبردست۔ محکم اور مضبوط چیز قادیانی آواز میں جو سنی وہ جناب میرزا صاحب کا وہ بلند بانگ ادعا ہے جسے آپ نے نہایت تحدی سے دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ؎

وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا!

میں نے احمدیہ کتب کا گہرا مطالعہ کیا۔ جسمیں جناب میرزا صاحب مرحوم نے اہل اسلام کے سامنے اس حقیقت کو نہایت زور دار اور مدلل الفاظ میں پیش کیا ہے کہ اہل اسلام مسیح ناصری علیہ السلام کے آسمان سے آنے کے منتظر ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پاگئے۔ اور وہ مسیح موعود جس کے نازل ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا اُسے تیرھویں صدی میں آنا چاہئے تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مسیح جسے اہل اسلام نے آسمان پر بٹھا رکھا ہے وہ فوت ہو چکے۔ تیرھویں صدی گذر کر چودھویں بھی آگئی۔ مگر نہ تو کوئی آسمان سے مسیح نازل ہوا۔ اور نہ ہی زمین پر اس وقت کوئی مدعی موجود اور آنیوالے کا وقت از روئے قرآن کریم واحادیث یہی ہے جو میرے صادق ہونے کی قطعی دلیل ہے۔ ورنہ بتاؤ کہ میرے سوا دوسرا مدعی مسیحیت کون ہے۔ یا آسمان ۔۔

آنیوالا کیوں اپنے وقت پر نہیں آیا؟

یہ مطالب اور دلائل کچھ ایسے لاجواب تھے کہ سچ تو یہ ہے کہ اگر کوئی انسان عقلِ سلیم رکھتا ہو اور اُس نے حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ نہ سنا ہو تو اسے بجز تسلیم کے کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اسی بناء پر راقم الحروف نے احمدیت کو اختیار کیا اور انہی دلائل کے زور سے بہت سے لوگوں کو خود بھی احمدیت میں داخل کیا۔

سنہ ۱۹۲۴ء کی ابتداء میں سید محفوظ الحق صاحب علمی جو قادیانی جماعت کے مشہور مبلغ اور فاضل ممبر تھے آپ نے ایک دن فرمایا کہ حضرت میرزا صاحب سے پہلے بھی ایک مدعی مسیحیت ایران میں ہو گئے ہیں۔ آپ نے کبھی ان کے حالات بھی سنے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میرزا صاحب کے قریب قریب وقت میں دنیا میں کوئی مدعی مسیحیت نہیں ہوا۔ اور اس امر کو آپ نے اپنی متعدد کتب میں درج فرمایا ہے تو حضرت فاضل علمی نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہے۔ خود حضرت میرزا صاحب نے اس مدعی کا ذکر کیا ہے۔ میں نے پوچھا کس کتاب میں تو آپ نے فرمایا کہ حضرت میرزا صاحب کا لیکچر لاہور جو ابھی ابھی پیغام احمد کے نام سے چھپا ہے۔ اس کے ٹائیٹل پیج کے صفحہ ۲ پر یہ ذکر ہے اس کے بعد میں نے گفتگو بند کر دی اور سیدھا کتب فروش کی دکان پر پہنچا اور "پیغام احمد" خرید کیا۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے پیغام احمد کے ٹائیٹل پیج صفحہ ۲ پر یہ عبارت پڑھی۔ لکھا تھا۔

دین بہائی کا تذکرہ احمدی کتب میں

"آج پرچہ پیسہ اخبار ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں اور وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں۔ دعوت کرتے ہیں اور مجھ سے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے اس قدر شدت ہائے کم فرصتی ہے کہ میں ان کی درخواست قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ کل ہفتہ کے روز جلسہ کا دن ہے جس میں

میری مصروفیت ہوگی۔ اور اتوار کے دن علی الصباح مجھے گورداسپور میں ایک مقدمہ کیلئے جانا ہے جو عدالت میں دائر ہے۔ ضروری ہے۔ میں قریبًا بارہ دن سے لاہور میں مقیم ہوں اس مدت میں کسی نے مجھ سے ایسی درخواست نہیں کی۔ اب جبکہ میں جانے کو ہوں اور ایک منٹ بھی مجھے کسی اور کام کے لئے فرصت نہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس بے وقت کی درخواست سے کیا مطلب اور کیا غرض ہے۔ لیکن تاہم میں حکیم میرزا محمود صاحب کو تصفیہ کے لئے ایک اور صاف راہ بتلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کل ۳؍ستمبر کو جو جلسہ میں میرا مضمون پڑھا جائیگا وہ مضمون ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اپنے پرچہ میں تمام و کمال شائع کر دیں۔ حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرادیں اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھ کر فیصلہ کر لے گی کہ کس شخص کا مضمون راستی پر اور سچائی اور دلائل قویہ پر مبنی ہے اور کس شخص کا مضمون اس مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔ میری دانست میں یہ طریق فیصلہ آن بد نتائج سے بہت محفوظ ہوگا جو آجکل زیادہ مباحثات سے متوقع ہے۔ مگر چونکہ اس طرز میں روئے کلام حکیم صاحب کی طرف نہیں اور نہ ان کی نسبت کوئی تذکرہ ہے اس لئے ایسا مضمون ان رنجشوں سے بھی بچا رہیگا جو باہم مباحثات میں کبھی کبھی پیش آ جایا کرتے ہیں۔ والسلام (راقم میرزا غلام احمد قادیانی)"

(ملاحظہ ہو رسالہ پیغام احمد "ٹائیٹل پیج صفحہ ۲")

جناب میرزا صاحب کا یہ بیان پڑھ کر مجھے اس لئے حیرت ہوئی کہ آپ نے اپنی کتب میں متعدد جگہ لکھا ہے کہ میرے سوا دنیا میں کسی نے ادعاء مہدویت و مسیحیت نہیں کیا۔ میں ہی ایک واحد مدعی مسیحیت و مہدویت ہوں۔ بنظر اختصار چند ایک حوالجات ہدیہ ناظرین ہیں:۔

ظہورِ بہائی کے اخفاء کی کوشش (۱) جناب میرزا صاحب اپنی کتاب "نشان آسمانی"

ایڈیشن ثانی کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں :-

"ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں بجز اس عاجز کے کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا"

(۲) اسی کتاب کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں :-

"ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ سو برس سے آجتک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں"

(۳) ازالۂ اوہام ایڈیشن ثالث صفحہ ۲۷۹ پر لکھتے ہیں :-

"مکاشفات اکابر اولیاء بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے یا چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔ اور اس سے تجاوز نہیں کریگا۔ اور ظاہر ہے کہ اس وقت میں بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعویدار اس منصب کا نہیں ہوا"

(۴) پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ ۲۷۹ پر لکھا ہے :-

"ازانجملہ ایک یہ ہے کہ یہ عاجز ایسے وقت میں آیا ہے جس وقت میں مسیح موعود آنا چاہئے تھا ..... اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں"

(۵) نیز لکھتے ہیں :-

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(دُرِّ ثمین از نزول المسیح)

(۶) خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں :-

المسیح الذی یکفرہ قومہ ویکذبونہ ویفسقونہ ویحسبونہ شر المخلوقات ویسمونہ دجالا وملحدا ضالا کما

وہ مسیح موعود جسکو اس کی قوم کافر کہیگی اور اس کی تکذیب کریگی اور اس کو سب مخلوقات سے بدتر سمجھیگی اور اس کا نام دجال اور ملحد اور گمراہ رکھیگی

سمّی عیسی الیهود الملعون واذا تقرّر هٰذا فبیّنوا من قام فیکم من دونی یدّعی هو المسیح الموعود وانتم کفّرتموہ وخاطبتموہ بھٰذا الاسماء

جیسا کہ یہود ملعون نے عیسیٰ کا نام رکھا تھا۔ اب بتلاؤ کہ وہ کون ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تم نے اس کو کافر کہا اور اسے ان ناموں سے پکارا۔"

نوٹ :- یہ ترجمہ جناب میرزا صاحب مرحوم ہی کا کیا ہوا ہے۔ (صمدانی)

(۷) پھر اپنی تصنیف نور الحق حصہ دوم صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں :-

"دوسرے ملکوں میں ایسے شخص کا پتہ نہیں ملتا جس نے مہدی الزمان اور مرسل الرحمن ہونے کا دعویٰ کیا ہو" (ترجمہ عربی عبارت)

(۸) نور الحق حصہ دوم ص ۲۴ پر لکھتے ہیں :-

"پھر یہ بھی تم پر پوشیدہ نہیں کہ بلاد عرب اور شام ایسے مدعی کے وجود سے خالی ہیں اور ان اطراف میں ایسے مدعی کا نشان نہیں پایا جاتا مگر تم جانتے ہو کہ میں کئی برس سے بامر رب العلمین کہہ رہا ہوں کہ میں مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوں۔"

رازکھل گیا

مختصر یہ کہ آپ نے اپنی متعدد کتب میں دوسرے مدعیان کی نفی کی ہے مگر یہ حوالہ دیکھ کر جسے میں اوپر نقل کر چکا ہوں مجھے بیحد حیرت ہوئی کہ ایک طرف لکھتے ہیں کہ "میرے سوا کوئی مدعی ہی نہیں ہوا" اور دوسری جانب ایک مدعی کا پتہ بھی دے رہے ہیں۔ میں نے حضرت فاضل علّامی سے عرض کیا کہ غالباً یہ میرزا محمود کے چیلنج سے پہلے کی تحریریں ہیں۔ آپ نے فرمایا آپ اس چیلنج کے بعد بھی یہی لکھتے رہے۔ چنانچہ جناب میرزا محمود زرقانی کے چیلنج کا واقعہ تو ۱۹۰۴ء کا ہے۔ مگر آپ اس واقعہ کے تین سال بعد ۱۹۰۷ء میں بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ چنانچہ اپنے بعد کے مدعیان کو کاذب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے۔ مگر

جھوٹا ہمیشہ بعد میں ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی ریس کر کے جھوٹے نبی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا سے الہام پاکر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغ دین اور عبدالحکیم اور کوئی ایک دوسرے پیدا ہو گئے ہیں۔ (اخبار بدر قادیان جلد ۶ نمبر ۳۱ یکم اگست ۱۹۰۷ء)

ایسے ہی خطبۂ الہامیہ میں جو ۱۹۰۲ء کی تحریر ہے کہ صفحہ ۱۲۶ پر نہایت تحدی سے دوسرے مدعیانِ مہدویت ومسیحیت کی نفی کیگئی ہے۔ حالانکہ

(۱) ۱۹۰۰ء میں اہل بہاء کی طرف سے جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کے چند مذہبی سوالات کے جواب میں علامہ ابوالفضائل گلپائیگانی نے کتاب "الدرر البہیہ فی الاسئلۃ الہندیہ" لکھکر احمدی دنیا کو بہائی دنیا کے علم وفضل سے روشناس کرا دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ اس وقت بھی دوسرے مدعیانِ مہدویت ومسیحیت کے حامی اور پیرو موجود ہیں۔ مگر جناب مرزا صاحب ہیں کہ برابر لکھے جا رہے ہیں کہ دوسرے مدعیانِ مہدویت ومسیحیت سے تمام دنیا خالی ہے۔

(۲) پھر اس سے پہلے ۱۸۹۸ء میں آپ اپنی کتاب "البلاغ" میں جس کا دوسرا نام "فریاد درد" ہے اپنے وسیع مطالعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے مختلف علوم کی کتب کی طویل فہرست درج فرمائی ہے۔ چنانچہ مذہبی کتب جو آپ کے مطالعہ سے گذر چکی ہیں ان کے نام لکھتے ہوئے آپ لکھتے ہیں "کتب مذہب بابی"۔ جو صریحًا اس امر کا اعتراف ہے کہ آپ کو "بابی مذہب کی کتب" پر بھی عبور حاصل تھا۔ باوجود اس ہمہ دوسرے مدعیانِ مہدویت ومسیحیت کی نفی کرتے ہیں۔

(۳) اس کتاب (فریاد درد) کی اشاعت سے ایکسال پہلے ۱۸۹۷ء میں آپکو حضرت باب جل اسمہ الاعلیٰ کے دعویٰ سے ایک مشہور ومعروف ایرانی "حاجی شیخ محمد رضا

له فریاد درد صفحہ ۱۲ متعلقہ شرط ہشتم

طہرانی نے روشناس کرایا۔ تفصیلی واقعہ یوں ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یکم فروری ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار بعنوان "اشتہار واجب الاظہار" شائع فرمایا۔ جسمیں آپ نے "شیخ محمد رضا طہرانی جو اِن دنوں وارد لاہور تھے اور دیگر شیعہ حضرات کو اپنے ادعائے مہدویت پہ ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ اِس اشتہار کی چند سطور ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔ وھو ھٰذا

اشتہار واجب الاظہار

دراین وقت دو قطعہ خط از طرف بعض شیعہ صاحبان بمارسیدہ دو رآنہا ظاہر ساختہ اند کہ یکے از بزرگانِ شاں الموسوم بہ حاجی شیخ محمد رضا طہرانی نجفی دراین روزہا واردِ لاہور است وآرزوئے بحث و مناظرہ باین جانب میدارد۔۔۔۔

دراین ہیئت کدائی کو خسوف و کسوف در رمضان جمع شود و یک مدعی مہدویت موجود باشد۔ این اتفاق پیش از من کسی را میسر نشدہ از آدم تا وقتِ من۔

(المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی یکم فروری ۱۸۹۷ء)

(تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۷۳)

جناب میرزا صاحب کے اس اشتہار کے جواب میں حاجی شیخ محمد رضا طہرانی کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "ذوالفقار حیدرِ کرّار فی ردِّ اشتہار واجب الاظہار" شائع ہوا جس کا مضمون بقدرِ ضرورت درج ذیل ہے:۔

"ذوالفقار حیدرِ کرّار فی ردِّ اشتہار واجب الاظہار"

آپ بڑے زور و شور سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب کسوف و خسوفِ رمضانی واقع ہوا تو سوائے ذاتِ شریف اور کسی نے دعوائے مہدویت نہیں کیا۔ اور اپنی کتاب کو بحوالہ دارقطنی اپنی مہدویت کا ثبوت تصور کرتے ہیں۔ آپ بے ہوش کی بنوا۔ کچھ خبر ہے یا نہیں۔ سید علی محمد باب شیرازی تیرا بڑا تجھ سے پہلے دعویدارِ مہدویت ہوا ہے۔

اور کتابیں مطبوعہ رکھتا ہے۔ اس کے مرید تعداد میں لاکھوں ہیں۔ وہ رتبہ جو اس نے پایا ابھی تجھے حاصل نہیں۔ اس کے توابع بمقام عکار زیر حراست سلطانِ رومی ہیں۔ آپ آٹھ ہزار مریدوں کی تعداد پر ہی نازاں ہوتے جاتے ہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ علی محمد باب نے مہدی بننے پر ہی قناعت کی اور آپ نے ساتھ مسیحیت کو بھی لے گھسیٹا۔ کیوں نہ ہو سچ ہے

"پدر نتواند پسر تمام کند"

نوٹ:۔ ہم نے محض یہ دکھانے کے لئے کہ حضرت باب کا دعویٰ کس سخت لہجہ میں پیش کیا گیا ہے مجبوراً یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ ورنہ ہم ایسی باتوں کا نقل کرنا بھی پسند نہیں کرتے جناب میرزا صاحب اس اشتہار کے متعلق لکھتے ہیں۔ "شیخ نجفی کا خط عربی اور اردو مطبوعہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء مجھکو ملا۔ جس کا جواب انشاء اللہ بعد میں لکھونگا" (۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء) (الراقم عدو النجدی والنجفی میرزا غلام احمد قادیانی۔ تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۱۲۳)

رجوع الی المقصد انتہا یہ کہ حضرت فاضل علمی کی اس تحقیق کا میں کچھ جواب نہ دیسکا مجھے سخت تعجب ہوا کہ ایک شخص اپنے دعوے سے ستائیس سال پیشتر مدعی مہدویت اور اس کے بعد مدعی مسیحیت کے لٹریچر پر عبور رکھنے کا دعویدار ہے۔ علاوہ ازاین ایسے لٹریچر پر عبور رکھتا ہے "جس سے ایک چالاک مفتری کا منہ بند کیا جاسکتا ہے" (البلاغ) وہ اس مدعی کے دعویٰ کا اپنی کسی تصنیف میں ذکر تک نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ انتہائی سخت الفاظ میں دوسرے مدعی کو پیش کیا جاتا ہے مگر اس مدعی کی تردید میں ایک حرف نہیں لکھا جاتا۔ باوجودیکہ جواب لکھنے کا وعدہ کیا جاتا ہے پھر جب اس مدعی کا پیرو مقابلہ کے لئے للکارتا ہے تو بالمواجہ گفت گو سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اسمیں کیا راز تھا۔ آجتک میری سمجھ میں نہیں آیا۔

چونکہ راقم الحروف اس وقت ایک واقعہ قلمبند کر رہا ہے۔ اس لئے نامناسب نہ ہوگا

اگر اس جگہ میں ذکر کردوں کہ حضرت میرزا محمود زرقانی نے جو چیلنج پیسہ اخبار میں شائع کر دیا تھا۔ جس کا جواب "پیغام احمد" کے ٹائیٹل پیج صٓ۲ پر لکھا ہوا ہے۔ اس چیلنج کے الفاظ کیا ہیں۔ لجنۂ اشاعت و تبلیغ بہائیان ہند و برما نے یہ چیلنج بہت کوشش سے بصورت اصل پیسہ اخبار سے حاصل کیا تھا۔ جسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے ہر چیلنج کو اپنے الفاظ میں اس طرح شائع کیا ہے:۔

"دونوں میں سچا کون ہے؟"

خوش بود گر محکِ تجربہ آید بمیاں
تا سیہ روی شود ہر کہ در و غش باشد

اگرچہ حضرت مسیح روح اللہ علیہ السلام کے معتقدین اس وقت مہذب و غیر مہذب دنیا کے ہر ایک حصے میں کروڑوں روپیہ صرف کرکے اور ہزاروں جانوں کے نقصان سے دینِ عیسوی کے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں اور اپنے پاک مقصدِ تبلیغ ہی کی پیروی میں لاکھوں مربع میل رقبہ اور کروڑوں نفوس آبادی یورپین اقوام کو دلا چکے ہیں۔ مگر مشرقی حصۂ عالم میں جو شہرت حضرت ممدوح کو ایشیائی شعراء نے دی ہے اور جس طرح انکے نام مبارک کو انشاء پردازی کا جزو لاینفک بنالیا ہے اس کی مثال پادریوں اور راہبوں کی کوششوں میں نہیں ملتی۔

حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہزاروں نبی ہوئے ہیں اور ان میں حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبانِ شریعت یا خاص ذریعہ شہرت بھی گذرے ہیں۔ مگر السنۂ اشراقیہ میں کسی کا نام اتنا کثیر الاستعمال نظر نہیں آتا۔ نہ کوئی رسول ایسا ہر دلعزیز پایا جاتا ہے۔ اردو۔ عربی فارسی نظم کے ایسے ٹکڑے بمشکل ملینگے جن میں حضرت ممدوح کا اسم گرامی کسی نہ کسی طرح وارد

نہ ہوا ہو اور آپکے اعجاز جاں دہی کی طرف اشارہ نہ کیا گیا ہو۔ لوگ۔ مسیح۔ مسیحا۔ علیسی روح اللہ۔ اعجازِ عیسوی۔ دمِ عیسیٰ۔ شفاءِ مسیحی وغیرہ الفاظ سے گوشش آشنا ہیں اور حضرت موصوف کو اتنا مظہرِ قدرتِ الٰہی اور مصدرِ فیوضِ نامتناہی جانتے ہیں اور لائقِ توقیر مانتے ہیں کہ کوئی شخص خود کو آپکے نام سے نسبت دیتا ہے تو اس کی ذات میں بھی انھیں ایک نوع کی دلچسپی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کچھ لوگ بخیالِ تعظیم و تکریم اور کچھ بغرض تحقیر و تذلیل اس کے درپے رہتے ہیں جس سے بمصداق شعر ؎

ہم طالبِ شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچتا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی آجکل اسی نسبت سے مدنظرِ خلائق بنے ہوئے ہیں اور تقریباً ملک کے ہر ایک حصّے میں کسی نہ کسی خیال سے یاد کئے جاتے ہیں۔ لفظ مسیح کا اسلامی لٹریچر پر اتنا اثر ہے کہ گو آپنے ساتھ مسیح موعود کے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور خود کو مہدی اصل ہونے کے ساتھ ساتھ مسیح کا صرف مثیل قرار دیا ہے۔ مگر لوگ آپکے ادعاءِ مہدویت پر اتنی توجہ نہیں کرتے جتنی کہ مسیحیت پر کر رہے ہیں۔ درآنحالیکہ علماء کے نزدیک مہدیِ آخرالزمان کی فضیلت مسیح موعود پر ثابت ہے۔ جو لوگ حروفِ مقطعات میں عجیب عجیب معنی پیدا کرتے ہیں اور لفظوں کی تاثیر کے قائل ہیں انھیں شاید اس کے تسلیم کرنے میں کچھ تامل نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کے دم معجز نما کی کچھ تاثیر اس لفظ میں بھی آئی ہے اور اس نے کم از کم اردو فارسی لٹریچر میں حیاتِ جاوید پائی ہے۔ کیونکہ ایران میں بھی فرقہ بابیہ قریباً ۳/۴ صدی سے پیدا ہوا ہے اس نے اپنے بانی مدعیِ مہدویت محمد علی (علی محمد۔ ہمدانی) عرف باب کے نام میں اتنی ترقی نہیں کی جتنی کہ ان کے جانشین شاہ بہاء اللہ کے عہد میں اسے نصیب ہوئی۔ شاہ بہاء اللہ مسیحیت کے مدعی تھے اور اپنی فصاحت و بلاغت سے مردہ لوگوں کو زندہ کرتے تھے

ان کا مقولہ تھا۔ کہ ؎

اعجازِ جاں دہی ہے ہمارے کلام کو
زندہ کیا ہے ہم نے مسیحا کے نام کو

سننے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے سنگدل اُن کی تقریر کی تاب نہ لا سکتے تھے اور ہر مجلس میں سینکڑوں آدمی یک لخت اُن کے مسیح اور لقائے رب ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ انھوں نے مسیح کی نسبت بزرگ سے فرقۂ بابیہ میں جان ڈال دی۔ اور لوگوں کو ایسا قوی الاعتقاد بنایا کہ سلطنت کی مخالفت و کشت و خون کے باوجود وہ اپنے عقیدہ سے نہ پھرے اور اسے دینِ حق کہتے رہے۔ حتیٰ کہ اسوقت ایران اور ترکستان۔ ایشیائے کوچک۔ اور روس وغیرہ بلادِ عالم میں کئی لاکھ بابی موجود ہیں ان لوگوں نے ہر قسم کے شدائد و عقاب کا مقابلہ بڑی مردانگی سے کیا۔ اور ہر موقع پر ثابت قدمی کا سخت سے سخت امتحان دیا۔ اس لئے اگر وہ اپنے مقتدا شاہ بہاء اللہ کو سچا مثیلِ مسیح کہیں اور کسی ایسے شخص کا دعویٰ اس کے مقابلہ میں جنھوں نے ہمیں ایسے کرشمے نہ دکھلائے ہوں تو کسی قدر حق بجانب کہا جا سکتے ہیں۔ فرقۂ بابیہ کے لاکھوں مریدِ ایران میں زبانِ حال سے بآوازِ بلند جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی طرف مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں ؎

اشارہ اس نگہ کا روح افزا ہو نہیں سکتا
کہ جادوگر سے اعجازِ مسیحا ہو نہیں سکتا

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جناب میرزا صاحب اور ان کے مریدان باخلاص کو ان باتوں کے وہ صعب و خطرناک مواقع پیش نہیں آئے جو بابیہ والوں کو آ چکے ہیں۔ اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی وہ بات پیدا نہیں ہوتی جو ان کے ہاں سُنی جاتی ہے پس ضرور ہے کہ انھیں جناب میرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت پہ کلام ہو۔

حسن اتفاق ہے جیسا کہ پیسہ اخبار میں پہلے لکھا جا چکا ہے ان دنوں لاہور میں ایک صاحب حکیم میرزا محمود ایرانی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جو فرقہ بابیہ کے ایک مقتدر عالم اور مشنری ہیں۔ آپ نے اسی غرض سے سفر دور و دراز کی صعوبت اور صرف گوارا کیا ہے کہ ہندوستان میں اپنے عقائد کو رواج دیں۔ قبل ازیں وہ جملہ ادیان کے پیروؤں کو بحث کا صلائے عام دے چکے ہیں۔ چنانچہ آجکل جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت بھی اتفاقاً یہاں لاہور میں رونق افروز ہیں۔ اس لئے لوگوں کو ایرانی مدعی مسیحیت و ہندوستانی مدعی مسیحیت میں حق و باطل کے فیصلہ کرنے کا اچھا موقعہ ہے۔ حکیم میرزا محمود صاحب ایرانی نے خود پہل کی ہے اور آپ نے یہ خواہش بذریعہ اخبار ظاہر کرنے پر زور دیا ہے کہ وہ (حکیم میرزا محمود صاحب ایرانی۔ ناقل) جناب میرزا صاحب سے ان کے ادعائے مسیحیت و مہدویت میں بحث کرنے کو آمادہ ہیں۔ حکیم صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ میرزا غلام احمد صاحب اپنے قیامگاہ یا کسی دوسرے مکان یا مسجد وغیرہ میں ایک مجلس عام منعقد فرمائیں۔ اور اسمیں اپنے مریدوں کے علاوہ عام لوگوں کو شرکت کی اجازت دیں تو میں ان کے اعتراضات کے جواب دونگا اور ان کے دعاوی کی نسبت شبہات رفع کرونگا۔ یہ نہیں تو ایک ایسی مجلس خاص مقرر کریں۔ جسمیں طرفین کے علاوہ چند غیر اصحاب بطور حکم بلوائے جائیں اور وہ جانبین کے دلائل سنیں۔ یہ درخواست سراسر معقول ہے۔ اس لئے میں اسے پیسہ اخبار میں درج کر کے متوقع ہوں کہ جناب میرزا صاحب بھی اسے منظور فرمائینگے اور خواہ دفتر اخبار ہذا کی معرفت یا براہ راست حکیم میرزا محمود صاحب سے گفتگو کا وقت مقرر کرینگے۔ حکیم صاحب موصوف نے پیسہ اخبار کے لئے فرقہ بہائیہ کے جو مختصر حالات و عقائد فارسی مضمون میں شائع کئے ہیں وہ کسی دوسری جگہ درج کئے جاتے ہیں۔ اور ایک جامع آرٹیکل اسی معاملہ پر علیگڈھ انسٹیٹیوٹ سے لیا جاتا ہے اور آخر میں جناب

مرزا صاحب کو پھر یاد دلاتا ہوں ؎

بازارِ حسن میں چلی یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں"

(نقل مطابق اصل پیسہ اخبار ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۲ء)

اس تحدی آمیز اور معقول چیلنج کے جواب میں جناب میرزا صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ یہ مضمون تشنہ رہ جائیگا اگر یہ ذکر نہ کیا جائے کہ حضرت میرزا محمود زرقانی نے جناب میرزا صاحب قادیانی کی خواہش کے مطابق پیسہ اخبار میں ان کے لیکچر کا جواب دیا جو محفلِ مقدس روحانی بہائیانِ رنگون نے اردو ترجمہ کر کے شائع کر دیا تھا۔ اس کے بعد ۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء کو ہندوستان کی محفل مرکزی بہائیانِ ہند و برما کے لجنہ اشاعت و تبلیغ کے صدر مسٹر حشمت اللہ صاحب بی۔ اے نے اپنی نگرانی میں ایک دیباچہ کے اضافہ کے ساتھ جو گیارہ صفحات پر مشتمل ہے تیسری مرتبہ پھر شائع کیا۔ اس جوابی مضمون میں متصاعد الی اللہ حضرت میرزا محمود زرقانی علیہ بہاء اللہ نے مکرر پُر زور الفاظ میں لکھا ہے کہ

"اس بندہ نے باوجود اس بات کے کہ اہلِ بہاء کے نزدیک ان کے خادموں میں سے ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ ایامِ اقامتِ لاہور میں بذریعہ پیسہ اخبار جناب میرزا صاحب قادیانی سے درخواست کی تھی کہ ایک مجلس مقرر کی جائے جس میں کئی بزرگ اہلِ علم اور محترمان صاحب انصاف ثالث اور شاہد مقرر کئے جاتے۔ جن کے روبرو نہایت نرمی اور ملائمت بروح و ریحان و سلامت کے ساتھ ظہور کی حقانیت کے ثبوت کے دلائل پیش ہوویں۔ میرزا صاحب نے قبول نہیں کیا۔ پھر دوبارہ از سرِ نو لکھ رہا ہوں کہ جب تک ہم اس حدود میں مقیم و ساکن ہیں پھر بھی جب انکی مرضی ہووے ایسی ایک

مجلس تاسیس و مقرر کی جائے۔ ہم سب طرح سے مقابلہ کے لئے حاضر ہیں۔ اگر مرزا صاحب قادیانی اپنے دعوے میں سچے ہیں تو سچائی کو ثابت کر دکھلانا ان پر کچھ دشوار نہیں بلکہ نہایت مفید و سود مند ہے۔ یا حضور اہل علم و انصاف میں حضرت بہاء اللہ کے دعوے کی سچائی کو ہم خود ثابت کر کے دکھلائیں گے۔ لڑنا جھگڑنا درندہ جانوروں کی چال ہے اور بطور معقولیت اپنے دعوے کے ثبوت میں دلائل محکمہ اور براہین متقنہ قرآن پیش کرنا جو سچے ادب سے خارج نہ ہو انسان کا فریضہ اور رفتار ہے۔"

(ملاحظہ ہو رسالہ جواب لیکچر جناب قادیانی صفحہ ۲۱/۲۲ مطبوعہ سنہ ۱۹۲۴ء مطبع عزیزی پریس آگرہ)

آمدم برسر مطلب

ہاں تو راقم الحروف یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت فاضل جناب سید محفوظ الحق صاحب علمی علیہ بہاء اللہ الابہیٰ نے جب ایسی متعدد تحریریں دکھائیں کہ جناب مرزا صاحب کو دین بہائی کے ظہور کا علم تھا اس پر بھی آپ نے کبھی اپنے قلم سے تردید میں ایک حرف نہیں لکھا۔ تو میرا ذہن تحقیق کی جانب مائل ہوا۔ ان دنوں ماسٹر ثواب الدین بی اے بی ٹی برادر مسٹر غلام فرید صاحب ایم اے دین بہائی کی تحقیق میں مصروف تھے۔ اس سلسلۂ تحقیق میں کتاب اقدس۔ کتاب مبین۔ ادعیۂ محبوب۔ المعیار الصحیح لمعرفۃ المہدی والمسیح۔ برہان الصریح و عمدۃ التنقیح۔ کلمات مکنونہ وغیرہ بہائی کتب قادیان میں موجود تھیں۔ ان کتب کے مطالعہ سے راقم الحروف اس نتیجہ پر پہنچا کہ ظہور بہائی کی تکذیب کرنا ایک سلیم العقل انسان کا کام نہیں ہے۔ اور احمدی دلائل متعلقہ صداقت مہدی معہود و مسیح موعود قطعی طور پر ظہور بہائی کو سچا ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے حلقۂ احباب میں خواہ وہ اعلیٰ طبقہ سے متعلق تھے یا ادنیٰ طبقہ سے ان دلائل کو بیان کرنا شروع کیا۔ کیا مساجد اور کیا مجالس سب جگہ۔ مگر میں نے ہر کہہ و مہہ کو اپنے دلائل کے جواب سے عاجز پایا۔ اور ہر ایک کا آخری جواب یہ تھا کہ ہم بابی تو نہیں ہو گئے۔

اس سلسلۂ تحقیق میں راقم الحروف نے احمدیت کی کتب کا از سر نو مطالعہ کیا تو کثیر دفعہ ان

دلائل کی تائید میں تھا جو راقم الحروف اپنے احباب کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اخی المکرم سید محفوظ الحق صاحب علمی نے ایسے کثیر دلائل جمع کئے جو جناب میرزا صاحب کی کتب سے تھے اور ظہور بہائی کی تائید کرتے تھے۔ یہ دلائل ایک کتاب موسوم بہ "لوح محفوظ" جس کا دوسرا نام "آسمانی طاقتوں کا جلوہ گاہ" تھا۔ میں جمع کر دیئے گئے تھے۔ یہ کتاب چالیس ابواب اور کئی فصول پر مشتمل تھی۔ اس کتاب نے میرے تحقیق کردہ دلائل کو بہت تقویت دی۔ میں نے بعض دوستوں کو بھی یہ کتاب دکھائی۔

مختصر یہ کہ اس تحقیقِ جدید کو جو بھی سنتا وہ دم بخود ہو کر رہ جاتا۔ میرے احباب میں بہتر دوست ایسے تھے جنہوں نے یہ کہا کہ اگر تم ان دلائل کی بنا پر "بہائی" ہو گئے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ میری اس تحقیق کا عام چرچا ہونے لگا۔ امام جماعت احمدیہ کی خفیہ پولیس مشہور ہے جسے میں نے ہمیشہ یہ سمجھا کہ لوگوں کی بناوٹ ہے۔ امام جماعت کی کوئی خفیہ پولیس نہیں ہے۔ تا آنکہ راقم الحروف تک یہ خفیہ پولیس پہنچی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ میرے دو نہایت مخلص دوستوں نے جنہیں جاں نثاری تک کا دعویٰ تھا۔ مجھ سے کچھ رسالجات اور لوحِ محفوظ عاریتاً یہ کہتے ہوئے حاصل کئے کہ ہم اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ بجائے اضافہ معلومات کے سیدھے "دربارِ خلافت" میں پیش کئے گئے اور ساتھ ہی ساتھ سخت خطرہ کا اظہار کیا گیا کہ اگر سید محفوظ الحق علمی اور عبدالصمد کے اس رویہ کو روکا نہ گیا۔ تو بہت سے لوگ دین بہائی اختیار کر لینگے۔ فروری ۱۹۲۴ء میں جبکہ اخبار الفضل قادیان کے ہر دو ایڈیٹر (منشی غلام نبی صاحب اور جناب مہر محمد خان صاحب) ٹیریٹوریل (احمدی فوجی کمپنی) میں گئے ہوئے تھے ان کی عدم موجودگی میں راقم الحروف اور حضرت علمی کام کر رہے تھے۔ مارچ کے مہینے میں جبکہ ہر دو صاحبان واپس آ گئے تو راقم الحروف قادیان سے باہر جانے والا تھا۔ کہ ایک خاص وجہ سے چند یوم ٹھہر گیا۔ انہی ایام میں میری گفتگو کا چرچا بہت شہرت پکڑ گیا

اور میری گفتگو کو انتہائی خطرناک سمجھا گیا۔ اور۔ اسی بنا پر سید محفوظ الحق علمی اور راقم الحروف پر احمدی عدالت میں ۷ / مارچ ۱۹۲۴ء دوشنبہ گیارہ بجے صبح مولوی شیر علی صاحب کے مکان پر مقدمہ دائر کیا گیا جس میں جناب مہر محمد خاں صاحب بطور گواہ تھے۔ اور راقم الحروف تبلیغ دینِ بہائی کے الزام میں ملزم تھا۔ اور حقیقتاً مقدمہ جناب علمی صاحب پر قائم کیا گیا تھا۔ کیونکہ ان کے خیال میں علمی صاحب اہل بہاء کے تنخواہ دار مبلغ تھے جو احمدی گورنمنٹ سے بھی تنخواہ لیتے تھے اور اہلِ بہاء سے بھی۔ اور راقم الحروف پر مقدمہ محض تبلیغ کی بنا پر قائم کیا گیا۔ جیسا کہ اخبار الفضل قادیان کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:

"عبدالصمد ملزم نمبر ۲ ×× بہائی مذہب کا مصدق ہے۔ وہ شریعت جدیدہ کا مجوز ہے اور دورِ اسلام کو ختم سمجھتا ہے۔" (الفضل ۲۹ / اپریل ۱۹۲۴ء بمعہ)

اسی عدالت میں ناظرِ امورِ عامہ قادیان (ذوالفقار علی خان صاحب) کا ایک پرچہ پیش ہوا جس میں لکھا تھا:

"محمد عبدالصمد مولوی محفوظ الحق صاحب کا پُرجوش مبلغ ہے۔ کیوں نہ اس پر مقدمہ چلایا جائے۔"

الغرض عدالت بیٹھی۔ ہمارے بیانات لئے گئے۔ شاید مہر محمد خان صاحب نے از خود اپنے آپ کو ملزموں کی صف میں داخل کر دیا۔ خلوت میں افہام و تفہیم کے لئے حضرت شہاب کو دعوت دی گئی۔ آپ نے کتاب مبین کی آیہ مبارکہ قل العترضون علی الّذی جاءکم ببیّنات اللّٰہ و برهانه وحجّته وآیاته ان هی من تلقاء نفسه بل من لدن من بعثه وارسله بالحق وجعله سراجاً للعٰلمین تلاوت کی۔ یارانِ طریقت خاموش ہو گئے۔ ہمارے خلاف فیصلہ مرتب ہو گیا۔ ہمیں باغیانِ خلافت قرار دیا گیا۔ لاٹھیوں کے سایہ تلے پھرایا گیا۔ بائیکاٹ کیا گیا۔ ترسناک دھمکیاں دیں۔ قتل کے اہتمام تک نوبت پہنچی۔ مگر یہ منصب ہمارے مقدر میں نہ تھا۔ قادیان میں سخت ترین ہیجان پھیل گئی۔ ملک بھر کے جرائد میں

قادیان کو بے التفات ٹھہرایا۔ ہماری ثابت قدمی اور شجاعت کی داد دی گئی۔ قادیان نے ہم پر وہ وہ ظلم روا رکھا کہ انھیں لکھنے سے قلم شرماتا ہے۔ مختصر یہ کہ راقم الحروف اپنے گاؤں (کرڑی افغانان) چلا گیا۔ جو قادیان سے پانچ کوس کے فاصلے پر مشرق کی جانب ہے۔ اور ۱۹۴۲ء سے جمالِ قدم کی تائیدات سے وہاں بھی قادیانی مباحثات کی بدولت محفل قائم ہو چکی ہے جس کے بعض ممبر معزز قادیانی اصحاب ہیں۔ اور سید محفوظ الحق صاحب علمی اور مہر محمد خاں شہاب اپنے اپنے وطن (علیگڑھ اور مالیر کوٹلہ) تشریف لے گئے۔

جون ۱۹۲۴ء سے ایک ہفتہ وار اخبار "کوکب ہند" نامی ہر دو اصحاب کی زیر ادارت محفلِ مرکزی بہائیانِ ہند و برما کی اجازت سے مسٹر حشمت اللہ صاحب قریشی سکرٹری محفل مرکزی بہائیانِ ہند و برما جاری ہوا۔ جو بعد میں ماہوار رسالہ کی شکل میں ہو گیا۔ پھر بہائی میگزین کے نام سے نکلا اور آجکل پیامبر کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔

حق و باطل کی ٹکر اگرچہ مقدمہ، آقائے محترم سید محفوظ الحق صاحب علمی اور راقم الحروف پر ہی دائر ہوا تھا۔ مگر مہر محمد خاں صاحب شہاب۔ آقائے احمد اللہ خاں صاحب یزدانی اور اہلیہ محترمہ حضرت علمی (زینب مرحومہ) نے بھی اپنے بہائی ہونے کا اعلان کر دیا۔ قادیان میں اس روز صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی۔ اور پورا قادیان ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ امام جماعت احمدیہ کی کمر شکستہ اور ہمت پست اور حوصلہ چکنا چور ہو چکا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل امام جماعت احمدیہ قادیان کے کسی مرید میں یہ ہمت اور جرأت نہ ہوئی تھی کہ موصوف کسی مرید کے متعلق بائیکاٹ کا حکم دیں اور اس کی پروا تک نہ کیجائے۔

اہل قادیان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ مرحوم ایڈیٹر فاروق نے تو صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ "اگر ہماری حکومت ہوتی تو ہم ان لوگوں کو گولی سے اڑا دیتے" (ملخصاً)

اخبار "الحکم" قادیان نے لکھا "ان لوگوں کی سزا موت سے بھی بڑھ کر تھی" (ملخصاً)

قادیان نے اس غم و غصہ میں جو کچھ کہا قلم اس کے لکھنے سے بھی نفرت کرتا ہے۔ کوکب ہند لاہور

میں اہلِ قادیان کی گندی سے گندی گالیاں الف سے لے کر ی تک نقل کیگئی ہیں جو قادیان کے چند ایک پرچوں سے نقل کی گئی ہیں۔ اسی سلسلۂ غم و غصہ میں بے حد و عد جھوٹے الزامات تراشے گئے۔ دینِ بہائی کے متعلق غلط اور بے بنیاد بے شمار افواہیں مشہور کیگئیں۔ تین دفعہ سخت سے سخت احکام بائیکاٹ کے جاری کئے گئے۔ بہائی کتب کو نہ دیکھنے کی سخت ہدایات جاری کی گئیں۔ حق کو چھپانے اور باطل کی حمایت میں "تنقید صحیح بر برہان صریح"۔ "بہائی مذہب کی حقیقت" "بہائی تحریک پر تبصرہ" "مفسدین کی گرفتاری" وغیرہ غیر مہذب اور متعصبانہ لب و لہجہ میں رسائل شائع کئے گئے۔ علاوہ ازیں اخبار الفضل۔ الحکم۔ فاروق۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز وغیرہ میں بیشمار مضامین شائع کئے گئے۔ جن کی غرض و غایت احمدی دنیا کو حق سے اوجھل رکھنا اور دینِ بہائی سے متنفر بنانا تھا۔ اگرچہ ہماری طرف سے ان مضامین کے جوابات کوکب ہند میں شائع کئے گئے اور مستقل رسائل کے جوابات تا حال غیر مطبوعہ ہیں۔ مثلاً "تنقید صحیح" کے جواب میں "تنقید بر تنقید"

جس کا کچھ حصہ کوکب ہند جلد دوم میں طبع ہو چکا ہے۔ "بہائی مذہب کی حقیقت" کے جواب میں "قادیانی نبوت کی حقیقت" جس کا کچھ حصہ کوکب ہند جلد اول میں طبع ہو چکا ہے۔ "بہائی تحریک پر تبصرہ" کے جواب میں "تنقید بر تبصرہ" جس کے بعض اعتراضات کے جوابات بغیر کسی قسم کے اشارہ کے رسالہ "پیامبر" میں طبع ہو چکے ہیں۔ عام طور پر ان کی نشر و اشاعت نہیں ہوئی۔ تاہم واقعات شاہد ہیں کہ قادیان کے جملہ مضامین اور رسائل مطبوعہ کی نشر و اشاعت سے دینِ بہائی کی کشت کیلئے کھاد کا کام کیا ہے۔ بلکہ ایمان و ایقان یوماً فیوماً بڑھ رہا ہے اور بطلان و خسران کی بنجر زمین اپنے چاروں کونوں سے سکڑتی چلی آرہی ہے۔ چنانچہ قادیان کے مشرق میں کرالی افغانان میں محفل بہائی قائم ہو چکی ہے۔ قادیان کے شمال میں ریاست جموں و کشمیر میں بہائی محفل قائم ہو چکی ہے۔ قادیان کے مغرب میں لاہور میں بہائی محفل قائم ہو چکی ہے۔ قادیان کے جنوب میں دہلی میں محفلِ بہائی قائم ہو چکی ہے۔ اور ان جملہ محافل کے اراکین میں قادیان کی اور لاہور کی ہر دو احمدی جماعتوں کے معزز ممبر بھی شامل ہیں۔ مگر یہ ہر دو احمدی جماعتیں اس

بیس سال کے عرصہ میں کسی ایک بہائی کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتیں کہ ہم نے فلاں بہائی کو دین بہائی
سے کھینچ کر احمدی جماعت میں داخل کر لیا۔

اس پر طرفہ یہ کہ احمدی جماعت، دین بہائی کو (نقل کفر کفر نباشد) دجالی تحریک
کہہ کر اپنے جلے دل کے پھپھولوں پر مرہم تسکین رکھنا چاہتی ہے۔ پوچھنے والے آئے دن ان سے
پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص کو منصب مسیحیت پر کیسے کھڑا کر سکتے ہو جو بزعم خود قتل دجال کیلئے
نازل ہوا اور تمام عمر حضرت دجالی تحریک کے رد میں ایک حرف تک لکھنے پر قادر نہ ہوا۔ بلکہ اس
کے خادموں سے جان بچاتا رہا۔ پھر طرفہ یہ کہ اس دجال کے پیرو ایران سے اٹھے اور قادیان
کے مخلصوں کے دلوں پر قبضہ جما بیٹھے۔ مگر پیروان مسیح موعود اس دجال کے ایک پیرو کو بھی
جناب میرزا صاحب کی مسیحیت نہ منوا سکے۔؟" ان روشن واقعات اور بولتی ہوئی زندہ
تصویر کا جواب قادیان کی ہر دو جماعتوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ خاص ہے جسے
ہم آئندہ صفحات میں بیان کرینگے۔

قادیان پر بار بار اتمام حجت

(۱) اس بیس سال کے عرصہ میں ہم قادیان پر ظاہری اور باطنی طور پر بار بار اتمام حجت کر چکے ہیں۔ مگر قادیان
کی چشم حق پوشش بینا نہیں ہوتی۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ کیا قادیان کی قوت احساس
اس قدر مرچکی ہے کہ وہ ظاہری طور پر نہیں دیکھ سکتا کہ دین بہائی سرینگر۔ جموں۔ لاہور
قادیان۔ کرڈی افغانان۔ دہلی میں رہنے والے بعض احمدی ممبران پر غالب ہو چکا ہے۔
اور احمدی ممبران کی روش دین بہائی کے دلائل کے بالمقابل بالکل وہی روش ہے جو کہ ہر
مکذب دین کی روشنی کسی دین الحق کے بالمقابل ہمیشہ سے رہی ہے؟ چنانچہ مولوی محمد علی
صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور فرماتے ہیں" مجھے تو ان استدلالوں پر بھی افسوس آتا ہے
جب اجراء نبوت کیلئے یوں کہا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ کیا نبوت لعنت تھی۔ جو اسے بند کر دیا گیا؟
ایسا ہی ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ شریعت اگر بند ہے تو کیا وہ لعنت ہے؟ اگر نعمت ہے تو شریعت بھی کھلی

لعنت ہے۔ فی الحقیقت یہی ایک بات ہے جو ان کے (یعنی راقم الحروف۔ شہاب۔ علمی اور ریز دانی وغیرہ کے) قدم کو کھینچ کر بہائیت کی طرف لے گئی۔ یہ لوگ جیسا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے دراصل بہائیوں میں سے نہیں آئے بلکہ قادیان میں رہ کر اور میاں صاحب (یعنی امام جماعت احمدیہ قادیان) کے عقیدہ کو اس کے صحیح منشاء تک پہنچاتے ہوئے بہائی ہوئے۔" (اخبار پیغام صلح لاہور یکم جون ۱۹۲۳ء) آج بیس برس کے بعد بھی ہم قادیان سے یہی پوچھتے ہیں کہ اگر نبوت رحمت ہے تو شریعت کیوں لعنت ہے؟ فتفکروا فیہ

(۲) سن ۱۹۰۷ء میں قادیان سے کچھ علمی و مذہبی سوالات جناب مولانا نورالدین مرحوم نے ایک بہائی علامہ ابوالفضائل گلپائیگانی مقیم قاہرہ سے کیے۔ جن کے جواب میں علامہ موصوف نے کتاب "الدرر البہیہ فی جواب اسئلۃ الہندیہ" لکھ کر قادیان بھیجی۔ اسمیں علامہ موصوف نے امر بہائی کی کھلی تبلیغ مولانا نورالدین اور تمام جماعت احمدیہ بلکہ تمام عالم کے سامنے رکھی ہے۔ مگر جناب میرزا صاحب مرحوم اور مولانا نورالدین مرحوم جن کے سوالوں کے جواب میں یہ کتاب ہے اس کتاب کو پڑھ کر تک نیب امر بہائی میں زبان و قلم کو حرکت نہ دے سکے۔ یہ پہلی اتمامِ حجت تھی جو بانی جماعت کے بازو اور ایسے خلیفۂ اوّل کے واسطہ سے جماعت پر قائم ہوئی جسے بعض احمدی دوست علم و تقویٰ میں جناب میرزا صاحب مرحوم سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں (ملاحظہ ہو عسلِ مصفیٰ جلد دوم۔ حالات مولوی نورالدین صاحب)

(۳) ۱۹۰۴ء میں حضرت میرزا محمود زرقانی کی جناب میرزا صاحب قادیانی کو دعوتِ مقابلہ اور میرزا صاحب کا عذرِ خام۔ پھر حضرت میرزا محمود کا "جواب لیکھ جناب قادیانی" لکھنا اور مکرر عام دعوت دینا اور جناب میرزا صاحب قادیانی کا خاموش ہی رہ کر دنیا سے گذر جانا وہ اتمامِ حجت ہے جو براہِ راست بانی جماعت پر ہوئی۔

(۴) ۱۹۰۷ء میں علامہ سید مصطفیٰ رومی کا پیسہ اخبار ۳۰ ستمبر میں میرزا صاحب کے اس لکھنے پر کہ "ہمیشہ جھوٹا بعد میں پیدا ہوتا ہے" ایک زبردست مضمون لکھنا اور پھر مکرر

جوابِ لیکچر جناب قادیانی" کے ضمیمہ میں جناب میرزا صاحب کے مسلّمہ معیار سے ان پر حجت قائم کرنا جناب میرزا صاحب کا لاجواب رہجانا۔ یہ وہ اتمام حجت ہے۔ جو کہ بانیِ جماعت پر وارد ہوکر تمام احمدیہ جماعت پر قائم ہوئی۔

(۵) ۱۹۰۸ء میں پھر حضرت میرزا محمود قادیانی کا ریویو آف ریلیجنز کے جواب میں "احقاق الحق" نامی ایک مدلّل کتاب لکھنا اور جناب میرزا صاحب اور خلیفہ اول اور خلیفہ ثانی اور ایڈیٹر صاحبان ریویو کا اب تک اس کے جواب میں خاموش رہنا یہ بھی عظیم الشان اتمام حجت ہے۔ جو بانیِ جماعت اور خلفاء اور افرادِ جماعت پر قائم ہوئی۔

(۶) ۱۹۱۵ء میں برہانِ صریح و عمدۃ التنقیح نامی کتابیں شائع ہوئیں۔ جن میں دلائل سے بتایا گیا کہ مہدی و مسیح دو الگ وجود ہیں جیسا کہ عقیدۂ جمہورِ اسلام ہے اور مہدی حضرت باب اور مسیح موعود حضرت بہاء اللہ ہیں۔ ان کتب کا استدلال ایسا زبردست ہے کہ غیر بہائی اہلِ علم بھی ان ٹھوس دلائل کے قائل ہیں۔ چنانچہ فاضل مدیر رسالہ الفیض امرتسر لکھتے ہیں وہ قادیانی مسیحیوں نے بھی بہائی مذہب کے مبلغوں سے "مسیح و مہدی ایک ہیں یا دو" کی بحث میں خوب چپڑپ کھائی اور ان کو سوائے بدزبانی کے بانیِ مذہب کی تردید میں قلم اٹھانے کی تاب بھی نہیں رہی۔ انھوں نے یہ مناظرہ چھپوا کر مفت تقسیم کیا تھا۔ جس کی کاپیاں آگرہ سب کمیٹی سے مفت دستیاب ہوسکتی ہیں۔ اسمیں انھوں نے اصولِ حدیث کے مطابق ان کا ایسا ناطقہ بند کیا تھا کہ پھر ان کو چیلنج نہیں دے سکے۔ گو یہ بہائی مذہب "ایک آزاد مذہب ہے"۔ ××× مگر اسکے پیرو بڑے بڑے لائق اور سربرآوردہ لوگ ہیں۔ جن کے مقابلہ میں قادیانی مسیحی طفلِ مکتب کی حیثیت میں بھی رہ سکیں تو سوءِ ادبی میں داخل ہے۔ خود حکیم نورالدین صاحب خلیفۂ اول کو بہائی مذہب سے کئی مشکل نکات حل ہوئے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ الفیض امرتسر جلد اول نمبر ۲ بابت ماہ فروری ۱۹۲۵ء ص ۲۴)

یہ کتب وہ لاجواب اتمامِ حجت ہیں جسے بعض منصف مزاج طبائع مطالعہ کرنے کے بعد دینِ بہائی میں داخل ہوگئے۔ کئی سال کے بعد جب جواباً قادیان نے "تنقیدِ صحیح" کے نام سے ایک

رسالہ شائع کیا۔ اور اس پر "بہائی" کوکب ہند جلد دوم میں تنقید کی گئی تو قادیان آج تک خاموش ہی نظر آیا

(۷) جناب امام جماعت احمدیہ قادیان نے الفضل یکم مارچ ۱۹۲۳ء میں "کھلا چیلنج تمام مذاہب صداقت کو" پھر بالخصوص بہائیوں کو مقابلہ کا چیلنج الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۲۴ء میں دیا۔ جس کے جواب میں ماہ مئی ۱۹۲۴ء محفل مرکزی بہائیان ہندوبرما کے لجنۂ تبلیغ و اشاعت کے صدر حشمت اللہ صاحب قریشی نے کنونشن بہائیان منعقدہ پونا میں نمائندگان جماعت احمدیہ کو شرکت کی دعوت دی اور رجسٹری شدہ مراسلہ جناب امام جماعت احمدیہ قادیان کی خدمت میں بھیجا گیا۔ مگر کنونشن کے ختم ہونے تک نہ کوئی جواب آیا۔ نہ کوئی نمائندہ شریک ہوا۔ اس کے ساتھ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب ہندی نے امام جماعت قادیان کے چیلنج پر لبیک کہا۔ اور حضرت بہاء اللہ کی صداقت پر مناظرہ و مکاشفہ کے لئے امام قادیان کو بلایا۔ مگر امیر جماعت قادیان اس پر تیار نہ ہوئے۔ پھر ۹ مارچ ۱۹۲۶ء کے کوکب ہند آگرہ میں فاضل مضمون نے قادیان کا مکرر جواب لکھا۔ اور مباہلہ کے لئے بلایا۔ لیکن قادیان میں ہمت نہ ہوئی۔ اور حق کی جانب سے باطل پرستی پر اتمام حجت کر دی گئی۔

(۸) "امام جماعت احمدیہ قادیان مباہلہ کو نکلیں" کے عنوان سے راقم الحروف نے ۱۰ اپریل ۱۹۲۴ء کے اخبار القاسم امرتسر میں ایک مضمون شائع کرایا جس کے جواب میں قادیان آج تک نہیں بولا جو رعب حق کی کھلی ہوئی اتمام حجت ہے۔

(۹) حضرت علامہ سید مصطفٰی رومی نے نجاۃ الاستشراق رنگون بابت ماہ مئی ۱۹۲۴ء میں بعنوان "اعجاز دست قدرت الٰہی" مقالہ فارسی میں لکھا۔ ایک طویل مضمون درج فرمایا ہے جو دراصل امام جماعت احمدیہ قادیان کے چیلنج مباہلہ پر لبیک کہا ہے۔ اس مضمون کی چند سطور اردو ترجمہ جو کوکب ہند آگرہ ۷ جولائی ۱۹۲۴ء صفحہ ۷ پر بھی ملخصاً لکھی جا چکی ہیں درج ذیل ہیں:-

علامہ موصوف لکھتے ہیں "حضرت نقیدِ محترم میرزا غلام احمد قادیانی" کے
خواص سابقین میں سے چند نفوس کا امر بہائی قبول کرنا اور خاص مرکزِ قادیان میں امراللہ
کا نفوذ و اثر۔ پھر اس ظہور سے قادیان کے خلیفۂ اعظم کا مندہش و مضطرب ہونا۔
اور اہلِ قادیان کو جمع کر کے اہلِ بہاء اور دیانت مقدسہ بہائی کے حق میں "ناشائستہ
تقریر کرنا۔ قادیان میں پیدا ہونے والے بہائیوں پر ظلم و تعدی کی تحریک کرنا۔ بالآخر ان
مظلوم بہائیوں سے بکلی قطع تعلق اور بائیکاٹ کرنا۔ اور تمام حزبِ قادیان کو ان مظلوموں
کے ساتھ معاشرت۔ مجالست۔ گفتگو۔ مصافحہ۔ سلام و جواب سے سختی کے ساتھ روکنا
پھر دیگر نفوس کا تلاشِ حقیقت میں لگ جانا۔ اخباراتِ ہند میں مختلف مضامین کا شائع ہونا
نئے بہائیوں کا اثنی کتب مؤلفہ حضرت میرزائے قادیان" سے حقانیتِ دیانتِ مقدسہ پر
دلائل و براہین قاطعہ کا نکال کر شائع کرنا (قادیان کے عجزِ صریح کی دلیل ہے) بعض
جرائد میں جناب خلیفۂ قادیان کا قول لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے والد عالی مرتبت کی
مہدویت و نبوت ظلی و عکسی وغیرہ کی سچائی ثابت کرنے کے لئے بہائیانِ رنگون و برما سے مباہلہ
کرنا چاہا تھا مگر وہاں سے کوئی صدا نہ اٹھی۔ سبحان اللہ۔ ہم ایسے دروغ سفید۔ اور افترا
اور خیرہ چشمی کی ان کی بلند شخصیت سے کبھی متوقع نہ تھے۔ اگرچہ شیخ عبدالرحمٰن ہندی بمبئی کر
اور حضرت حشمت اللہ آگرہ سے مبادرت کر کے ان کو لکھ چکے ہیں کہ ہم ہر وقت حاضر ہیں اور اب
ادارۃ الاشراق بھی ان دوستوں کا ہمنوا ہو کر عرض کرتا ہے کہ اولاً ہم ان سے اس قول کا
ثبوت طلب کرتے ہیں کہ انھوں نے بہائیانِ رنگون سے مباہلہ چاہا تھا۔ آخر کس سے؟ کب؟ اور
کہاں؟ ثانیاً جمیع اقطار عالم کے اہلِ بہاء حتیٰ کہ برما کے بہائی بھی اپنے پیشوایان ملت سید علی محمد
باب مہدی و قائم موعود اور حضرت بہاء اللہ روح اللہ و کلمۃ اللہ النازل من السماء
اور حضرت عباس آفندی عبدالبہاء مرکزِ منصوص میثاق الٰہی کی حقانیت دلائل و براہین
قاطعہ ساطعہ عقلیہ نقلیہ سے ثابت کرنے کو ہر وقت حاضر تھے۔

"برای مباہلہ با ایشان ہمہ وقت حاضر بودہ و می باشیم"
اور جناب خلیفہ قادیان اور حزب قادیان کے ساتھ ہم مباہلہ کے لئے بھی ہر وقت
حاضر تھے اور ہیں ؎

ما تیغ برہنہ ایم در دست قضا
شد کشتہ ہر آنکہ خویشتن بر ما زد

ایں دمِ شیر است ببازی مگیر — عشقِ حقیقی است مجازی مگیر

ہم حضرت خلیفہ محترم قادیان کی فنا و ہلاکت کے خواہاں نہیں اور نہ بیچاری
جماعت قادیان کی تفریق و پراگندگی کے طالب ہیں۔ جس نے محض صفائی نیت اور سادہ
فطرت سے دھوکا کھایا ہے۔ لیکن چونکہ مقتدائے قادیان اپنے پہلوں کی نقل میں بذاتِ خود
نزولِ قہر و غضب اور عذاب و سخطِ الٰہی اپنے اور تمام بیچارے مریدوں کے لئے خدا سے
چاہتے ہیں۔ ہم بھی مجبوراً حاضر ہیں فتمنوا الموت ان کنتم صادقین و لا
یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین ع

ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گو

الغرض اس بیس سال کے عرصہ میں قادیان پر ہر طرح کی اتمام حجت کی جا چکی ہے۔ ان
ظاہری مباحثے یہ پھل لائے کہ ۱۹۳۹ء میں مصنف تبصرہ نے قادیان کے قریب موضع کرٹی
میں ذو یوم صداقتِ احمدیت اور ابطالِ دینِ بہائی پر مباحثہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۴۳ء
میں بعض احمدی احباب احمدیت سے تائب ہو کر دینِ بہائی میں داخل ہو گئے۔ ۱۹۴۰ء میں
قادیان اور لاہور کی ہر دو جماعتوں کے چوٹی کے علماء نے سرینگر (کشمیر) میں راقم الحروف
سید محفوظ الحق صاحب علمی اور آقاء اسفندیار بختیاری کے ساتھ مباحثہ کی طرح ڈالی جس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۴۳ء میں ہر دو جماعتوں میں سے احمدی احباب احمدیت ترک کر کے

دینِ بہائی میں داخل ہوگئے اور سرینگر میں محفل روحانی قائم ہوگئی۔ ۱۹۴۳ء میں ایک کتاب نہایت غلط اور غیر مہذب لہجہ میں "بہائی تحریک پر تبصرہ" شائع کی گئی۔ ۱۹۴۱ء میں جموں میں "سید کرامت علی شاہ" اس کتاب کے مطالعہ سے "احمدیت" ترک کرکے "دینِ بہائی" میں داخل ہوگئے جو احمدیت کے لئے درسِ عبرت اور دینِ بہائی کے غلبہ کے کھلے کھلے نشانات ہیں۔

بابِ دوم

احمدیت کا کلہاڑا اس کے اپنے پاؤں پر

بیس سال کا عرصہ ایک کافی لمبی مدت ہے۔ اس عرصہ میں ہماری طرف سے "کوکب ہند" میں بیشتر اور "بہائی میگزین" میں کم اور رسالہ "پیامبر" میں کمتر مختلف مضامین کے ذریعے قادیان پر وہ اتمامِ حجت کیگئی ہے کہ استدلالی دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور نہ ہی قادیانی دنیا رہتی دنیا تک ہمارے استدلال کے جواب سے عہدہ برآ ہوسکتی ہے۔ کوکب ہند کے چند مضامین کو دیکھکر یو۔پی کا مشہور اخبار "نیرِ اعظم مرادآباد" لکھتا ہے:-

"مسلمانوں کی جانب سے اگر کوئی اعتراض قادیانی عقائد پر کیا جاتا ہے تو زمین آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کوکب ہند آگرہ نہایت بلند آہنگی سے مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت و رسالت کی تردید میں لاجواب مضامین شائع کر رہا ہے۔ جس کے جواب میں قادیانی پارٹی خاموش ہے۔ اگر کچھ لکھتی بھی ہے تو وہی نامہذب الفاظ جو اس کی عادت مستمرہ ہے" (۱۲ ستمبر ۱۹۲۴ء)

یہ لاجواب مضامین اپنے اندر کیا خصوصیت رکھتے ہیں۔ اخبار اہلحدیث کا نامہ نگار لکھتا ہے:-

"قادیانی مبلغین کو پہلے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہئے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ

احمدی حضرات، جناب بہاء اللہ پر ایمان نہ لائیں۔ جس حالت میں یہ ثابت ہو جائے کہ جناب میرزا صاحب کے دلائل واقعی ایسے ہیں جن سے جناب بہاء اللہ کے دعاوی ثابت ہوتے ہیں۔" (اہلحدیث ۲ مئی ۱۹۲۴ء)

رسالہ تائید الاسلام لاہور کے ایڈیٹر اپنے رسالہ بابت ستمبر ۱۹۲۴ء میں کوکب ہند پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"مرزا صاحب کی تحریروں کے حوالجات سے (کارکنانِ کوکب ہند۔ ناقل) ثابت کرتے ہیں کہ جن جن دلائل سے مرزا صاحب مہدی موعود اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہیں وہ تو وہی براہین اور ثبوت ہیں جو بابی مذہب پہلے پیش کر چکا ہے"

ازیں قبیل ہندوستان کے جرائد نے بیشمار ریویو کوکب ہند کے مضامین پر کئے ہیں جو نہ صرف مبالغہ آمیز ہی نہیں ہیں بلکہ اس سطح سے بھی نیچے ہیں جو بلند پایہ کوکب ہند کے مضامین کو حاصل ہے۔ اور وہ یہ کہ جناب میرزا صاحب جن دلائل کو اپنے مہدی معہود اور مسیح موعود ہونے پر بطور صداقت پیش کرتے ہیں وہ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ پر صادق اور صریح چسپاں ہوتے ہیں۔ اور جناب میرزا صاحب کے لئے محض تاویلات رکیکہ اور بے جا کھینچا تانی رہ جاتی ہے ذیل میں ہم اپنے استدلال کو مشتے نمونہ از خروارے درج کرتے ہیں۔ تاکہ ہمارے ناظرین ہمارے اس زبردست دعویٰ کی قوت و قدرت کا قدرے اندازہ کر سکیں اور قادیان پر تازہ اتمام حجت ہو۔ وباللہ التوفیق

ظہور بہائی کی صداقت پر قادیانی شہادت

ظہور بہائی کے بالمقابل مسیح قادیانی کی دو حالتیں ہیں۔ (۱) عام خادمِ اسلام کی حالت (۲) آخری زمانہ کا مسیح موعود ہونے کی حالت۔

خدمتِ اسلام کی حیثیت سے آپ نے شریعتِ محمدیہ کے اجراء کی بجز نماز روزہ کے
کہ عام واعظ اور گدی نشین شبانہ روز عامۃ المسلمین کو یہی تلقین کرتے ہیں کوئی تحریری
تقریری کوششیں نہیں کیں۔ مثلاً انگریزی حکومت یا اسلامی حکومتوں کو ایک دن بھی اس طرف
توجہ نہیں دلائی کہ شریعتِ محمدیہ میں زانی۔ شرابی۔ چور کی جو سزائیں بیان ہوئی ہیں ان کا
بہترین فلسفہ بیان کر کے اسلامی اور غیر اسلامی حکومتوں کو اس کے اجراء کی طرف مائل کیا جاتا جو
ایک عظیم الشان مجدد اسلام کا پہلا فرض تھا۔ مگر جناب میرزا صاحب کی ذات اپنی جملہ تصانیف
اور تبلیغی اشتہارات کی دس جلدوں میں اس اہم لازمی اور عظیم خدمتِ اسلام سے قطعی بیگانہ
نظر آتی ہے جو اس امر پر قطعی شہادت ہے کہ خدا نے آپ کو شریعتِ اسلام کی تجدید اور اجراء
واحیاء کے لئے نہیں بھیجا۔ ورنہ ساری عمر میں اسلامی اور غیر اسلامی حکومتوں کو اجراء سیاست
شریعتِ محمدیہ کے متعلق کچھ تو تحریص و تشویق دلاتے۔

دوسرا حصہ جسے خدمتِ اسلام کہا جاتا ہے مثلاً وفاتِ مسیح کا مسئلہ جو آپ کی متعدد تصانیف
میں موجود ہے یہ مسئلہ اہلِ اسلام کو ظہورِ بہائی کے سمجھنے میں قریب کرتا ہے۔ کیونکہ اہلِ بہاء
حیاتِ مسیح کے قائل نہیں ہیں۔ یا بالفاظِ دیگر یوں کہیے کہ جناب میرزا صاحب نے دینِ بہائی کے
سمجھنے کے لئے حیاتِ مسیح کے عقیدۂ اہلِ اسلام کی کنکریوں کو اہلِ بہاء کے راستہ سے صاف
کر دیا۔ کیونکہ اہلِ بہاء کسی آسمان سے آنیوالے مسیح کے قائل نہیں ہیں بلکہ حضرت بہاء اللہ
جل اسمہ الاعلیٰ کو آخری زمانہ میں نازل ہونیوالا مسیح موعود یقین کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا مسئلہ آپ کا ادعائے مسیحیت ہے۔ سو جس قدر دلائل آپ نے
اپنے مسیح موعود ہونے کے لئے پیش کئے ہیں۔ ان سے حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ ہی کی
صداقت ثابت ہوتی ہے۔ گویا آپ کا ادعائے مسیحیتِ موعودہ بھی حقیقی مسیح موعود کے سمجھنے
کے لئے کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا مسئلہ ادعائے نبوت ہے جو اہلِ اسلام کے ذہن کو جدید کتاب و شریعت کے

نزول کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور دینِ بہائی کے قریب کرتا ہے۔ بدیں وجہ کہ اگر نبوت رحمت ہے تو شریعت بھی رحمت ہے۔ اور اگر شریعت لعنت ہے تو نبوت بھی لعنت ہے جاری ہیں تو دونوں۔ بند ہیں تو ہر دو۔

(۴) چوتھا مسئلہ۔ حقیقتِ دجال و یاجوج و ماجوج ہے۔ یہ مسئلہ بھی اہل اسلام کو اُن توہمات سے نکال کر دینِ بہائی کے قریب کرتا ہے جو اہل اسلام نے اپنے خیال میں دجال اور یاجوج ماجوج کا غلط تصور بنا رکھا ہے۔

(۵) پانچواں مسئلہ علاماتِ ظہورِ موعود کا زمانہ اور علامات کی تشریح و تفسیر بھی اہل اسلام کے ذہن کو دینِ بہائی کے ظہور کو سمجھنے کے قریب کرتی ہیں۔ یہ جملہ مسائل جو قوتِ اجتہاد (جسمیں خطا و صواب ہر دو ملے ہوئے ہیں) کا نتیجہ ہیں۔ اہل اسلام کو دینِ بہائی کے قریب لانے میں ممد و معاون ہیں۔ ان کا تعلق نہ تو جناب مرزا صاحب کی مسیحیت سے ہے۔ نہ احیاء و اجراء شریعتِ اسلام سے۔ اس بناء پر ایک غیر جانبدار محقق یہ کہہ سکتا ہے کہ جناب میرزا صاحب کا ظہور چونکہ دورِ بہائی میں ہوا۔ اس لئے جہانتک اُن کی نیک نیتی کا تعلق ہے وہ ۵ امور اہل اسلام کو دینِ بہائی کے قریب کرتے ہیں۔ اور جہاں جہاں آپ نے اپنے خوابوں یا الہامات و کشوف کو سمجھنے میں غلطی کھا کر اپنے آپ کو صفِ موعود میں داخل کیا ہے وہیں پر آپ اپنے مقام سے گر گئے ہیں۔ جیسا کہ آپ اپنے کشف مورخہ ۶ اپریل ۱۸۸۵ء کے متعلق لکھتے ہیں:-

"آج اسی وقت میں نے خواب دیکھا کہ کسی ابتلا میں پڑا ہوں اور میں نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا۔ اور جو شخص سرکاری طور پر مجھ سے مواخذہ کرتا ہے میں نے اس کو کہا کیا مجھکو قید کریگے یا قتل کرینگے۔ اس نے کچھ ایسا کہا کہ گرایا جائے گا۔" میں نے کہا میں اپنے خداوند جل شانہ کے تصرف میں ہوں جہاں مجھکو بٹھائیگا۔ بیٹھ جاؤنگا اور جہاں مجھکو کھڑا کریگا۔ کھڑا ہو جاؤنگا۔"

"...... خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہوگا۔"

(ملاحظہ ہو مکاشفات صہ ۳۱۲ کشف نمبر ۵۲)

یہ معاملہ آپ کے ادعاء مسیحیت اور حکم اور عدل ہونے کا ہی ہے اور اس کے ظہور کا وقت یہی ہے جبکہ دینِ بہائی کا ادعاء احمدی دنیا کے آگے آگیا۔ چنانچہ چودھری عبدالرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ لاء ریاست جموں وکشمیر جو لاہوری احمدی جماعت کی جنرل کونسل کے ممبر ہیں، قادیانی اور لاہوری ہر دو احمدی جماعتوں کو جو جناب میرزا صاحب کو مسیح موعود حکم وعدل مانتی ہیں۔ جناب میرزا صاحب کا حکم وعدل نہ ہونا زبردست دلائل سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" حضور (یعنی حضرت مرزا صاحب ناقل) جو کچھ پبلک کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اُسے قرآن وحدیث کی سند سے پیش کرتے ہیں اور یوں فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ قرآن وحدیث کا حکم ہے۔ اِسے قرآن وحدیث کا حکم سمجھ کے مانو۔" اس سے حضور کا مقام مامور من اللہ۔ حکم وعدل کے مقام سے اُتر کر (یعنی گر کر۔ کیونکہ کشف کے یہی الفاظ ہیں۔ صمدانی) ایک عالم دین ومفسر قرآن کا مقام آرہتا ہے۔" جس سے سب مسلمانوں کو حق اختلاف ومخالفت حاصل ہے" (ص ۵)

(دیکھو ٹریکٹ" احمدی قوم کے لئے لمحۂ فکریہ" مطبوعہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۳ء)

اور اگر کسی صاحب کو ضد ہی ہو کہ نہیں، جناب میرزا صاحب یقیناً مہدیِ معہود ومسیح موعود۔ حکم وعدل ہی ہیں تو وہ اصحاب ذیل کا مضمون بغور ملاحظہ فرمائیں۔ اور ازراہِ انصاف بتائیں کہ جناب میرزا صاحب کی تحریروں کے مطابق موعود کون ثابت ہوتا ہے؟

جناب میرزا صاحب امام مہدی کے متعلق لکھتے ہیں :-

مہدیِ موعود مالکِ ادیان ہے

" یہ امام موعود دونوں سلطنتوں کا مالک کیا گیا ہے۔ یعنی دین اسلام جو بطور دن کے ہے اور دوسرے ادیان جو بطور رات کے ہیں ان سب پر حکمرانی کرنے کے لئے یہ موعود آیا ہے۔" (نزول المسیح ص ۳۸)

یہ ظاہر ہے کہ جناب میرزا صاحب نہ اسلام کے مالک تھے ، نہ حاکم ۔ کیونکہ مالک اپنی ملکیت پر ہر طرح کا حق رکھتا ہے ۔ چاہے اُسے رکھے یا بیچ ڈالے ۔ اسی طرح حاکم بھی محکوم پر ہر طرح کا اختیار رکھتا ہے ۔ جناب میرزا صاحب اگر اسلام کے ملوک اور محکوم نہ ہوتے تو یہ نہ فرماتے کہ

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب   نزدِ ماکفر است و خسران و تباب

برخلاف اس کے حضرت باب و حضرت بہاء اللہ نہ صرف جملہ ادیان بلکہ اسلام کے بھی مالک اور حاکم تھے اور کلام الٰہی میں آپ کی حیثیت مالک ہی کی بیان کی گئی ہے ۔ جیسا کہ حضرت باب جل ذکرہٗ کے بارے میں فرمایا :۔

" اے اہل بیان خدائے رحمٰن سے ڈرو ۔ اور ان (بری) باتوں کے پاس نہ پھٹکو جن پر اہل فرقان عامل ہیں ۔ یہ لوگ دن رات ایمان کا دعویٰ کرتے تھے ۔ لیکن جب ان کے پاس ان کا "مالک" آیا تو انھوں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا ۔ اور اس کو جھٹلایا ۔ حتیٰ کہ اس پر ایسے ظالمانہ فتوے لگائے جس کی وجہ سے انجام کار اُم الکتاب نے بھی نوحہ کیا " ۔ (لوح عصمت کبریٰ اُردو ترجمہ صفحہ ۳)

حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم کے متعلق کلام الٰہی میں "قد اتی المالک" یعنی مالک آگیا کے الفاظ موجود ہیں ۔ (ملاحظہ ہو بشارتِ عظمیٰ لیتھو صفحہ ۲)

رہا یہ عذر کہ آپ احادیث پر حاکم تھے ۔ جسے چاہتے چھوڑ دیتے ۔ جسے چاہتے قبول کرتے ۔ سو ایسی حکمرانی تو اہل سنت میں بدوِ اسلام سے ہی چلی آئی ہے ۔ جیسا کہ جناب میرزا صاحب لکھتے ہیں :۔

" اہلسنت قبول کرتے ہیں کہ وہ (یعنی اکابر اہل کشف ۔ ناقل) تصحیح حدیث بطور کشف براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے تھے اور اس ذریعہ سے کبھی صحیح حدیث کو موضوع کہدیتے تھے اور کبھی موضوع کا نام صحیح رکھتے تھے " ۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۷)

جناب میرزا صاحب کا یہ بیان جو موعودِ کُل اَدیان کی شان بیان کرتا ہے۔ یہ شان صرف اور صرف حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ ہی کی ہے۔ تیرہ سو برس میں کسی مدعی مہدویت و مسیحیت کی یہ شان مع جناب میرزا صاحب اسلام میں نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی ہو سکتی ہے کیونکہ ہر مسلم دینِ اسلام کا مملوک اور محکوم ہے۔ نہ کہ مالک اور حاکم۔ لفت ابترو ا ملاحظہ کیجئے کہ جناب میرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ مہدیٔ معہود "مالک وحاکم کل ادیان" ہے۔ نہ صرف جناب میرزا صاحب پر چسپاں ہی نہیں ہوتا اور انھیں ادعاءِ مہدی معہود سے خارج قرار دیتا ہے۔ بلکہ حضرت باب جل ذکرہٗ کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ تیرہ سو برس میں صرف اور صرف حضرت باب عزّ اسمہٗ کا ہی وجودِ مبارک ایسا ہے۔ کہ ادعاء مہدویت کے ساتھ اپنی شان "مالک وحاکم کُل ادیان مع اسلام" رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت باب عزّ اسمہٗ نے اپنی شانِ "مالکیت وحاکمیت" کے ماتحت ہی شریعتِ اسلام کو منسوخ قرار دیا۔ جو مالک وحاکم کی شان ہے۔ مملوک اور محکوم کو کسی شریعت کے نسخ کا حق نہیں پہنچتا اور یہی ہمارا دعویٰ تھا کہ جناب میرزا صاحب کے بیانات نہ صرف ان کے ادّعاءِ مہدویت و مسیحیت کا ابطال ہی کرتے ہیں بلکہ حضرت باب و حضرت بہاء اللہ جل اسمہا الاعلیٰ کے ادّعا کی تصدیق بھی کرتے ہیں تاکہ بقول میرزا صاحب خدا دکھائے کہ وہ (جھوٹے ٹھگ کے اٹھاؤں۔ ناقل) سچّے کی حمایت کس طرح کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۰۰)

اور اگر جناب میرزا صاحب کے بیان کی تاویل کرنا چاہو تو مہدی معہود کے بارے میں خود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کا بیانِ مبارک سنو۔ میرزا خدا بخش مرحوم کی کتاب عسلِ مصفّٰی جلد ثانی جسے احمدی دنیا "احمدی انسائیکلو پیڈیا" کا خطاب دے چکی ہے، کے صفحہ ۹۵، ۹۶ پر لکھتے ہیں :-

"رافعی ابن عباس سے اور ہیثم بن کلیب و ابن عساکر عبداللہ بن عباس سے اور وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے

(اپنے چچا حضرت عباس سے) فرمایا کہ اے چچا میں تمھیں بڑی خوشخبری سناتا ہوں کہ تیری ذرّیت میں ہی اصفیاء ہونگے۔ اور تیری ہی اولاد میں خلفاء۔ ومنا المھدی فی اٰخر الزمان۔ اور تجھ سے ہی مہدی آخرالزمان ہوگا۔ جس کی وجہ سے ہدایت پھیلیگی۔ اور اُسی سے ضلالت کی آگ بجھیگی۔ ان اللہ فتح بنا ھذا الامر وبذریتک یختم اللہ تعالیٰ نے ہم سے اس دین کو شروع کیا ہے۔ اور تیری ذرّیت پر ختم کریگا۔ وسند رجالہ ثقات باختلاف الفاظ۔ راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں۔ صرف الفاظ میں اختلاف ہے۔ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۷۹"

ملاحظہ کیجئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی موجود ہے کہ یہ دین مجھ سے شروع ہوا ہے۔ ظہور مہدی آخرالزمان پر ختم ہو جائے گا۔ جو اس کے" اسلام کا مالک اور اس دین پر حاکم یعنی صاحب شریعت ہونے پر شاہد ناطق ہے۔

اور اگر کہا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو خود حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ جناب میرزا صاحب بھی مہدی معہود کے بارے میں یہی فرماتے ہیں اس کے علاوہ حدیث کی صحت اور اس پر ایمان لانے کا معیار بھی جناب میرزا صاحب کی زبانی سن لیجئے۔ آپ فرماتے ہیں :-

حدیث کی سچائی کا معیار

"یاد رہے کہ کسی حدیث کی سچائی پر اس سے زیادہ کوئی یقینی اور قطعی گواہی نہیں ہو سکتی کہ وہ حدیث اگر پیشگوئی پر مشتمل ہے تو وہ پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جائے۔ کیونکہ اور سب طریق اثبات صحت حدیث کے ظنی ہیں۔ مگر یہ حدیث کا چمکتا ہوا زیور ہے کہ اس کی سچائی کی روشنی پیشگوئی کے پورا ہونے سے ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ کسی حدیث کی پیشگوئی کا پورا ہو جانا۔ اس حدیث کو مرتبہ ظن سے یقین کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اور ایسی حدیث کے ہم رتبہ اور یقینی مرتبہ میں ہم پلہ کوئی حدیث نہیں ہو سکتی۔ گو بخاری کی ہو یا مسلم کی۔ اور ایسی حدیث کے سلسلہ اسناد

میں گو بفرضِ محال ہزار کذّاب اور مفتری ہو۔ اُس کی قوّتِ صحت اور مرتبہ یقین کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ وسائل محسوسہ مشہودہ بدیہیہ سے اس کی صحت کھل جاتی ہے۔" (تحفہ گولڑویہ۔ حاشیہ ۵۱)

پس اب جبکہ واقعات کے رنگ میں یہ کھل گیا کہ تیرہ سو برس میں صرف اور صرف ایک ہی مدّعیِ مہدیت ایسا ہے جو "مالکِ ادیان اور حاکم اسلام" یعنی صاحب شریعت ہونے کا مدّعی ہے تو کیوں اس فرمانِ نبوی میں شک کیا جائے اور ناحق یہ بحث چھیڑ دی جائے کہ قرآن کریم نہ منسوخ ہونیوالی کتاب ہے۔ جبکہ صاحب قرآن نے خود قرآن کا زمانہ مہدی معہود تک بتایا ہے۔ اگر احمدی دنیا حضرت میرزا صاحب کے اس بیان پر ایمان رکھتی ہے کہ "حدیث کا یہ چمکتا ہوا زیور ہے کہ اس کی سچائی کی روشنی پیشگوئی کے پورا ہونے سے ظاہر ہو جائے۔" تو اس حدیث کو جس میں آنحضرت صلعم نے مہدی معہود پر اپنی شریعت کا ختم ہو جانا بتایا ہے۔ باختلافِ الفاظ پھر سنئے۔ لکھا ہے یاعم النبی ان اللّٰہ تعالیٰ بدأ بی ھذا الامر و سیختمہ بغلام من ولدک وھو الذی یتقدم عیسیٰ ابن مریم۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۸)

ترجمہ۔ ابونعیم اپنی کتاب حلیہ میں ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا۔ یا عم النبی لقیناً اللّٰہ تعالیٰ نے اس شریعت کو مجھ سے شروع کیا ہے اور تیری اولاد میں سے ایک نوجوان پر اسے ختم کر دیگا۔ اور وہ عیسیٰ بن مریم سے پہلے ہوگا" (ملاحظہ ہو عسل مصفّٰی جلد ثانی صفحہ ۹۵)

کیا تیرہ سو برس میں سوائے حضرت باب جل ذکرہ الاعظم کے کسی مدعی مہدویت کو یہ خصوصیت نصیب ہوئی کہ وہ اپنے ظہور میں ظہور مسیح بن مریم سے تقدم حاصل کرے۔ جیسا کہ حضرت باب عز اسمہ کو حضرت بہاء اللّٰہ مدعی مسیحیت سے تقدم زمانی حاصل ہے۔ کیا وھو الذی یتقدم عیسیٰ بن مریم کی سچائی کی روشنی حضرت باب کے ظہور سے ظاہر نہیں ہو گئی؟

پھر قادیان اس پیشگوئی کی سچائی کو جھٹلا کر کس منہ سے اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا متبع بیان کرتا ہے۔ فتفکروا و تدبروا

(۵) مہدی معہود ۲۶ سالہ نوجوان ہوگا

میاں محمود احمد صاحب موجودہ امام جماعت احمدیہ قادیان فرماتے ہیں کہ "مہدی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ۲۶ سال کی عمر میں خلافت کریگا - اور یہ بات سوائے میرے اور کسی پر چسپاں نہیں ہوتی۔" (الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

حالانکہ حضرت باب جل ذکرہ نے اپنی عمر کے چھبیسویں سال میں ادعائے مہدویت کا اظہار فرمایا جیسا کہ لکھا ہے۔

(۱) درسن بیست و پنج سالگی چنانچہ در باب سابع از واحد ثانی بیان ذکر شدہ دو ساعت و یازدہ دقیقہ از شب پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۳ مایو سنہ ۱۸۴۴ء احساس وحی الٰہی در وجود خود نمودہ (رسالہ تسعہ عشریہ صفحہ ۲۹)

یعنی حضرت باب نے پچیس سال کی عمر میں جیسا کہ کتاب البیان واحد دوم باب ۷ میں ذکر ہے ۵ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ ۲ گھنٹہ ۱۱ منٹ رات گذرنے پر مطابق ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء کو اپنے وجود میں وحی الٰہی کا احساس کیا۔

(دیکھو قادیانی رسالہ بہائی تحریک پر تبصرہ صفحہ ۲۳)

(۲) کواکب الدریہ فارسی کے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے :-

تا اینکہ در شب جمعہ پنجم جمادی الاولیٰ سنہ یکہزار و دویست و شصت ہجری مطابق بیست و سیم ماہ مئی فرنگی سنہ یکہزار و ہشت صد و چہل و چہار میلادی لفظہ اولی لبعثة در منزل خود در نزد ملا حسین اظہار مقصد فرمود در حالتیکہ گذشتہ بود از شب سہ ساعت و پانزدہ دقیقہ و نیز گذشتہ بود

یہانتک کہ جمعہ کی رات ۵ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۴۴ء حضرت باب نے اچانک اپنے مکان میں ملا حسین کے روبرو جبکہ سوا تین گھنٹے رات گذر چکی تھی اور آپ کی عمر پچیس سال ہو چکی تھی، ادعائے مہدویت و قائمیت کا اظہار فرماتے ہوئے ملا حسین کو اپنی مہدویت و قائمیت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

"از سن شریفش بیست و پنج سال۔ بالجملہ نزدِ ملا حسین مہدویت و قائمیت را ابراز فرمودہ مشار الیہ را بایمان دعوت نمود"

اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال (شمسی اور اور چھبیسویں سال قمری میں۔ ناقل) تھی

دریںصورت میاں صاحب کا اس پیشگوئی کو (اگر واقعۃً کوئی پیشگوئی ہے بھی) ادّعائے مہدویت نہ ہونے کے باوجود اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے فرمانا کہ یہ پیشگوئی میرے سوا کسی پر چسپاں نہیں ہو سکتی، اگر دعوائے بے دلیل اور پیشگوئیوں کے ساتھ ہنسی اور کھیل نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اگر یہ پیشگوئی صحیح ہے تو حضرت باب پر احمدی قوم ایمان کیوں نہیں لاتی۔ جبکہ بموجب فرمانِ نبوی مہدی معہود صاحبِ شریعت ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہو گیا۔ اور ھُوَ الَّذِی یَتَقَدَّم عیسیٰ ابن مریم کا مصداق بھی ہے اور چھبیس ۲۶ سالہ نوجوان بھی فتفکر وافیہ۔

(۴) مہدیٔ معہود اور ارہاصِ مسیحِ موعود

پھر میاں صاحب (موجودہ امام جماعت احمدیہ قادیان فرماتے ہیں:- کہ

"(حضرت میرزا صاحب) سے پہلے ارہاص (راستہ صاف کرنیوالا۔ ناقل) کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرتِ سید احمد صاحب بریلوی کو بھیجا...... مسیح اول اور مسیح موعود میں یہ بھی باہمی مشابہت ہے کہ جیسے حضرت مسیح کی خبر دینے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کئے گئے تھے۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کی خبر دینے والے حضرت سید احمد صاحب بریلوی بھی شہید ہوئے" (الفضل قادیان ۲۱ ستمبر ۱۹۳۸ صفحہ ۷)

حالانکہ نہ خدا نے سید احمد صاحب بریلوی کو مرزا صاحب کا ارہاص بنایا۔ اور نہ ہی سید احمد صاحب نے مرزا صاحب کی خبر دی۔ اگر ایسا ہے تو قادیان سید احمد صاحب کے وہ الہامات شائع کرے جن میں خدا تعالیٰ حضرت سید احمد بریلوی کو جناب میرزا صاحب کا ارہاص قرار دیا ہو۔ اور جن الہامات میں منجانب اللہ حضرت سید احمد بریلوی نے جناب میرزا صاحب کے

ظہور بہ حیثیت مسیح موعود کی خبر دی ہو۔

البتہ حضرت باب کو خدا نے صادق مسیح موعود حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کا ارہاص بنایا آپ نے حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ کے ظہور کی پیشگوئی کی۔ اور ٹھیک اس پیشگوئی کے مطابق نویں سال میں حضرت بہاء اللہ نے ظہور فرمایا۔ اور بادشاہوں کی تلواروں کے نیچے آپ نے ۴۰ سال کا زمانہ پایا۔" جو صادق مسیح موعود کا زمانہ ہے" (ملاحظہ ہو عسل مصفی جلد ۲ ص ۱۵۱)

رہا معاملہ شہادت کا۔ سو حضرت سید احمد بریلوی کو نہ تو الہام الٰہی میں مثیل یحیٰی قرار دیا گیا اور نہ ہی ارہاص مسیح موعود۔ البتہ حضرت باب کو کلام الٰہی میں ارہاص مسیح موعود۔ مثیل یحیٰی قرار دیا گیا۔ آپ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے ظہور موعود کے لئے راستہ صاف کیا۔ اور اس قدر کوشش کی کہ جان تک دیدی۔ اس شہادت کی خبر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم اپنے امام کو قتل نہ کروگے"

(مشکوٰۃ المصابیح۔ اردو ترجمہ ص ۸۶۵)

اور قیامت سے قبل صرف ایک ہی امام یعنی امام مہدی کی خبر دی گئی ہے۔ سو حضرت باب اہل اسلام ہی کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ مسیحی فوج کی گولیاں حضرت باب کو قتل نہ کر سکیں تاکہ تقتلوا امامکم کی پیشینگوئی پوری ہو۔

ہمارے ناظرین نے ملاحظہ کر لیا ہوگا کہ قادیانی تحریرات خواہ باپ کی ہوں یا بیٹے کی۔ کس بلند آہنگی سے نہ صرف قادیانی دعاوی کی جڑ ہی کاٹتی ہیں بلکہ نہایت صفائی سے ظہور بہائی کی صداقت پر گواہی بھی دیتی ہیں۔

(۵) مہدی معہود فاطمی النسل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المھدی من عترتی من ولد فاطمه رواہ ابو داؤد ومسلم عن ام سلمه (کنز العمال جلد ۷ ص ۱۸۶) یعنی ابو داؤد اور مسلم ام سلمہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما

کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (عسل مصفیٰ۔ جلد ۲۔ صفحہ ۷۵)

سو حضرت باب مشہور و معروف اور معزز خاندانِ سادات کے چشم و چراغ تھے۔

(۶) **مہدی معہود مشرق میں ہوگا** جناب میرزا صاحب لکھتے ہیں "مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہونگے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶)

مہدی کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا :-

(۱) "امام احمد بن حنبل ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ جب دیکھو کہ خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے آتے ہیں تو تم وہاں پہنچ جاؤ کیونکہ انہیں میں تم خلیفۃ اللہ یعنی مہدی کو پاؤ گے۔" (کنز العمال۔ جلد ۷، صفحہ ۱۱۶ حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۵)
(احمدی انسائکلوپیڈیا۔ عسل مصفیٰ جلد ۲ : صفحہ ۹۰)

(۲) جناب میرزا صاحب لکھتے ہیں :-
"ایک حدیث میں لکھا ہے کہ اصفہان سے ایک لشکر آئیگا اور ایک فرشتہ آواز دے گا کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ اور اصفہان بھی حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مہدی مشرق میں ہی پیدا ہوگا۔"
(تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۷۶)

دجال کے بارے میں لکھا ہے :-

(۱) "کانا دجال اصفہان کے یہودیوں میں سے نکلیگا"۔ (عسل مصفیٰ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰)

(۲) پھر لکھا ہے :-
"دجال خوز اور کرمان کے ستر ہزار آدمیوں کے ساتھ جن کے چہرے ڈھالوں کی طرح ہونگے، اترے گا"۔ (مسند احمد جلد ۲ : صفحہ ۳۳۷) (عسل مصفیٰ جلد ۱ صفحہ ۶۰۴)

(۳) پھر لکھا ہے :-
"دجال ایک شہر جس کا نام اصفہان ہے۔ اس کے دیہات میں سے ایک دہ سے

خروج کریگا۔ جس کا نام استقاباد ہے۔" (کنز العمال جلد ۷ صد ۲۶۵)
(عسل مصفیٰ جلد اول صد ۶۰۸)

ان جملہ احادیث میں خروج مہدی اور دجال کے لئے (۱) خراسان (۲) اصفہان (۳) کرمان (۴) استقاباد قریہ اصفہان (۵) خوز (۶) کرمان وغیرہ شہروں کے نام آئے ہیں۔ پس جس سرزمین میں یہ شہر موجود ہوں۔ وہی سرزمین مشرق کے نام سے موسوم ہوگی سو عرب سے مشرق میں سب سے پہلے ایران ہے۔ اور محولہ بالا جملہ نام ملک ایران کے شہروں کے ہیں۔ پس سرزمین مشرق سے مراد ایران (فارس) ہے۔ نہ کہ ہندوستان چین اور جاپان۔ کیونکہ اگرچہ یہ ممالک عرب سے مشرق کی جانب ہیں مگر ان جملہ ممالک میں خوز۔ کرمان۔ اصفہان۔ خراسان وغیرہ شہر نہیں پائے جاتے۔ پس مہدی سرزمین مشرق یعنی ایران سے ظہور فرما ہوگا۔ اور حضرت باب جل ذکرہ کا ایران ہی سے ظہور ہوا۔

(ب) جناب میرزا صاحب بھی لکھتے ہیں "ممالک شرقیہ سے مراد۔ ملک فارس۔ نجد اور ہندوستان ہے۔ کیونکہ یہ سب ممالک زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہی واقع ہیں۔"
(ازالہ اوہام صد ۲۴۴)

مگر نجد و ہندوستان چونکہ خراسان۔ کرمان۔ اصفہان وغیرہ شہروں سے خالی ہے اس لئے مشرق سے مراد صرف اور صرف فارس ہے۔

(ج) علامہ سیوطی لکھتے ہیں "مشرق سے مراد فارس ہے۔" (حجج الکرامہ صد ۴۰۸)

پس ملک فارس سے حضرت باب جل ذکرہ کا ظاہر ہونا خروج مہدی کی حدیث "مشرق" پر سچائی کی دلیل ہے۔ جس پر احمدی دنیا کا فرض ہے کہ ایمان لائے۔

(۷) مہدی معہود کا نام علی محمد ہے

عسل مصفیٰ جلد ۲ صد ۴۲۸ پر مہدی کے نام کے متعلق لکھا ہے:۔

احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ختم نہیں ہوگی اور نہ گذر جائگی تا وقتیکہ ایک شخص "عن اھل بیتی یواطی اسمہٗ اسمی" میرے اہلبیت سے پیدا نہ ہولے جو مالک ہو جاتے اور جس کا نام میرے نام سے ملتا ہوگا۔"

اس حدیث میں صراحتاً لکھا ہے کہ مہدی کا نام اسم محمد سے ملتا ہوگا۔ یعنی یہ کہ مہدی کا نام کوئی دوسرا نام ہے جو مستقل نام ہے مگر اسم محمد کے ساتھ ملتا ہے۔ اس کے بعد "رسالہ اسمہٗ احمد" کے احمدی مصنف کی تشریح ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:-

" یواطی اصل میں مصدر وطا سے مشتق ہے جسمیں علاوہ مطابقت کے تقابل کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ دو چیزیں اپنی شخصیت اور نوعیت میں جدا الگ نہ ہوں۔ پس یواطی اسمہٗ اسمی سے یہ پایا جاتا ہے کہ جیسے میرا ایک نام ہے۔ امام مہدی کا بھی ایک نام ہوگا۔ اور اس کے نام کی خصوصیت یہ ہوگی کہ وہ محمد کے نام سے پوری پوری موافقت رکھے گا۔"

(رسالہ اسمہٗ احمد صفحہ ۳۳)

یواطی اسمہٗ اسمی کی تشریح مذکورہ کسی حاشیہ کی محتاج نہیں۔ اسمیں مہدی کا نام مستقل بتایا گیا ہے۔ اور نام میں خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ مستقل ہونے کے باوجود وہ محمد کے نام سے پوری پوری موافقت رکھے۔ سو حضرت باب جلّ ذکرہ الاعظم کا اسم گرامی "علی محمد" ہے۔ جو ایک مستقل نام ہونے کے باوجود اسم محمد سے بلا کم و کاست پوری پوری موافقت بھی رکھتا ہے۔ مگر غلام احمد مستقل نام کی حیثیت سے اسم محمد سے پوری پوری موافقت نہیں رکھتا۔ اور اس مستقل نام میں وہ خصوصیت نہیں پائی جاتی جسے یوں بیان کیا گیا ہے کہ "اس کے نام کی یہ خصوصیت ہوگی کہ وہ محمد کے نام سے پوری پوری موافقت رکھیگا۔"

یہ خصوصیت صرف اور صرف حضرت باب عزّ اسمہٗ کے ہی اسم گرامی کو حاصل ہے کہ اسمیں موافقت اور تقابل کا مفہوم موجود ہے ذیل کی شیعہ تشریح ملاحظہ ہو۔

مشارق الانوار شیعہ میں لکھا ہے:۔

قال امیر المومنین انا الجانب والجنب محمد	یعنی حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا (مہدی کا نام) ایک طرف میرا نام ہے۔ دوسری جانب محمد کا نام ہے

گویا اسمِ محمد سے تقابل (علی۔محمد) بھی ہے۔ اور مطابقت بھی۔ تقابل اس لئے کہ اسمِ محمد کے مقابل میں ہے۔ یعنی "علی" جیساکہ لوح احمر میں خداوندِ عالم فرماتا ہے۔

"وہ جسے خدا نے بنامِ "علی" بھیجا ہے وہ خدا کی طرف سے حق ہے۔"

مطابقت اس لئے کہ نام کا ایک حصہ بعینہٖ "اسم محمد" ہے۔ یعنی "علی محمد"

ایک شبہ کا ازالہ

اور اگر معنوی موافقت مراد ہو جیساکہ اسی صفحہ ۳۴ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ متن میں معنوی موافقت کی تشریح کی گئی ہے۔ سو اوّلاً اپنی تشریح سنئے۔ بعد میں ہماری معنوی موافقت کی توضیح ملاحظہ کیجئے متن میں معنوی موافقت کی توضیح یوں کی گئی ہے:۔

"محمد کے معنی وہ شخص جس کی بہت تعریف کی جائے اور احمد کے معنی وہ جو بہت تعریف کرنیوالا ہو۔ محمد کے معنوں میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ آپ کی انتہائی تعریف کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ بھی تعریف کریگا۔ اور انسان بھی تعریف کرینگے۔ اور انسانوں میں سے ایک وہ بھی ہوگا۔ جسمیں آنحضرت صلعم کی صفتِ محمدیت کے مقابل میں صفتِ احمدیت اپنی کمالِ شان کے ساتھ متجلّی ہوگی۔ اور اِن معنوں کی رو سے وہ کما حقہٗ احمد ہوگا۔ جیسے آنحضرت صلعم کما حقہٗ محمد ہیں۔ گویا اس اعتبار سے اسمِ احمد، اسمِ محمد کے ساتھ پوری پوری موافقت رکھنے والا ہے۔"

بحث اسمِ مہدی میں ہے۔ سو اگر اسمِ مہدی "غلام احمد" ہے تو اول اسمیں اسمِ احمد نہ تو ظاہری طور پر ہی مقابل ہے (یعنی احمد کے ساتھ لفظِ محمد نہیں ہے) نہ باطنی طور پر یعنی احمد اس رشان کی ہستی نہیں جس شان کی محمد) دوم باطنی موافقت پر تو زور

اُسوقت دینا چاہیے جبکہ اسمِ ظاہر میں تقابل بھی ہو (یعنی احمد کے بالمقابل ظاہری طور پر محمد ہو۔ یعنی محمد۔ احمد) اور جب ظاہری تقابل نہیں۔ کیونکہ بحث ظاہر یعنی اسمِ مہدی کی ہے تو موافقت باطنی پر زور دینا باطل ہے۔ " نیز یہ بھی تو سمجھو کہ محمد جن معنوں میں احمد ہیں کوئی اُمتی اِن معنوں میں احمدیت کا مظہر تام نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو سکتا ہے تو معاذ اللہ آنحضرت صلعم کما حقہٗ صفتِ احمدیت کے مظہر نہ تھے۔ جو باطل ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۳)

اور اس احمدیت سے اگر حمدِ محمد صلعم مُراد ہے تو بھی معنوی موافقت نہ ہوئی۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی احمدیت متعلقہ واجب الوجود ہے اور احمد کی احمدیت متعلقہ مظہر واجب الوجود الغرض معنوی موافقت بھی اسمِ مہدی اگر "غلام احمد" ہو تو چسپاں نہیں ہے۔ مگر اسمِ مہدی "علی محمد" میں یہ معنوی موافقت بھی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ چنانچہ امام راغب اپنی تفسیر غرایب القرآن میں لفظِ باب کے تحت لکھتے ہیں :۔

"باب دروازہ کو کہتے ہیں۔ شہر کا ہو یا مکان کا یا کوٹھڑی کا۔ اور کسی چیز کا باب وہ ذریعہ ہے جس ذریعہ سے اس چیز تک پہنچ سکیں۔ جیسے حدیث میں ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔"

(تفسیر بیان القرآن جلد اوّل صہ ۶۷)

اس حدیث میں آنحضرت صلعم نے اپنے آپ کو مدینۃ العلم قرار دیا ہے اور علی کو اس علم تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور آخری زمانہ میں علم کے اُٹھ جانے کی خبر بھی دی ہے اَب آخری زمانہ میں جبکہ محمدی علم اُٹھ گیا تو علی کے سوا محمدی علم کا پانا قطعی محال اور ناممکن ہے۔ کیونکہ حسب فرمانِ نبوی مدینۂ علم میں داخلے کا ذریعہ صرف اور صرف علی ہی ہے اور بس۔ اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا :۔

"یا علی انّ کرّۃً ولک کرّتین۔ کرّۃ قبل محمد وکرّۃ بعد حسین (کتاب مدینت کشف الحقائق شیعہ)

یعنی اے علی! بتحقیق میرے لئے ایک بار ظاہر ہونا ہے اور تجھکو دوبار ظہور کرنا ہے۔ ایکدفعہ تو مجھ سے پہلے (یعنی علی محمد کے نام سے) اور دوسری دفعہ حسین کے بعد" (یعنی حسین علی کے نام سے) جس سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کے بعد آخری زمانہ میں محمدی علم دو دفعہ اٹھایا جائیگا اور دونوں دفعہ اس محمدی علم کو "علی" ہی واپس لائینگے۔ اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا "وہ اُمّت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اوّل میں مَیں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم اور بہترین لوگوں میں مہدی ہے"۔

پس علی اور محمد کا ظاہری تقابل بھی ہے اور معنوی موافقت بھی۔ کہ دونوں میں دل اور زبان کی سی یگانگت ہے۔ اگر ایک علم کا شہر ہے تو دوسرا اس کا دروازہ ہے۔ فتفکروا۔

(ب) منجد میں لکھا ہے "الوِطا والوَطاءُ ایضاً خلاف الغطاء ای ما تفرشہ" یعنی وِطا اور وَطا ایک ہی ہیں۔ غِطا کے خلاف کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ جسے تو فرش بناتا ہے" گویا غَطا اوڑھنا ہے تو وِطا فرش۔ یعنی یوں

غَطا ——— اوڑھنا
وِطا ——— فرش یا بچھونا

پس بواطی اسمک اسمی کے معنے ہوئے "وِطا (فرش) بناتا ہوگا اس کا اسم میرے اسم کو۔ اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اسم مہدی علی ہے تو مستقل نام کی شکل یہ ہوئی

غَطا ——— علی
وِطا ——— محمد

یہی معنی ہیں انا الجانب والجنب محمد کے۔ درینصورت بھی یہ شکل ہوئی:۔

انا الجانب ——— علی
وَالجنب ——— محمد

(ج) جب وِطا اور وَطاء ایک ہی چیز ہے اور وطاء کے اصل معنی "کچلنا" پامال کرنا ہیں

"اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا" کے بموجب یواطی اسمہ اسمی کے معنی ہوئے اس کا نام میرے نام کو پامال کرتا ہوا ہوگا۔ جیسا کہ حدیث کی کتاب (شیعہ) "فوائد المخلصین" میں لکھا ہے:۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اسمہ اسم علیؑ وانا تحت رجلہٖ { یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا (یعنی مہدی کا) نام علی ہے اور میں اس کے پاؤں کے نیچے۔

یعنی اسم علی کے پاؤں یعنی "ی" کے نیچے میرا نام ہے یعنی لیوں علیہما "رجل ذکرہ الاعلیٰ)

(د) پھر کشف الغمہ شیعہ میں لکھا ہے:۔ ھو ذو الاسمین الاعلیین۔ وہ دو اونچے ناموں والا ہے۔"

پس اگر صحیح حدیث کی شناخت کا معیار یہ ہے کہ وہ واقعات کی روشنی میں سچی ثابت ہو جائے تو آخری زمانہ میں (یعنی تیرھویں صدی میں) مہدی معہود ہونے کا کوئی ایسا مدعی نہیں ملیگا جو ایک طرف موعود مسیح سے ۹ برس پہلے ظاہر ہو کر مسیح سے تقدم زمانی حاصل کر کے "وَهُوَ الَّذِي يَتَقَدَّمُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ" کا مصداق بن گیا ہو۔ اور آنحضرت صلعم کے فرمان کے بموجب وہ ایسے دو ناموں والا ہو کہ اس کا پہلا جزو علی اور اس جزو کے رجل میں اسم محمد ہو (بجز حضرت باب جل ذکرہ الاعظم کے)

(۸) مہدی معہود کا ظہور سنہ ۱۲۶۰ھ میں ہوگا | ظہور مسیح موعود کے وقت کے بارے میں

جناب میرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"نبیوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا۔" (لیکچر سیالکوٹ ص۶)

اور ساتویں ہزار کا سر بقول جناب میرزا صاحب سنہ ۱۸۵۳ء ہے۔ جیسا کہ لکھتے ہیں "الف ششم یعنی چھٹا ہزار سنہ ۱۲۷۰ھ مطابق سنہ ۱۸۵۳ء میں ختم ہوا تھا۔" اخبار الحکم ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۸ء ص۶

اور ظہور مہدی کے بارے میں لکھتے ہیں "جب ہزار ششم آئیگا اور مہدی معہود اس کے آخر میں ظاہر ہوگا" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۵۳)

گویا مسیح موعود کا ظہور ساتویں ہزار کے سر پر ہے اور مہدی معہود کا ظہور چھٹے ہزار کے آخر میں ہے اور ساتواں ہزار ۱۸۵۳ء میں شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے چھٹے ہزار کا آخر ہے جو ظہور مہدی معہود کا وقت ہے۔ اور بقول آنحضرت صلعم مہدی معہود ، مسیح موعود سے ۹ سال پہلے ہے پس اگر ہم ۱۸۵۳ سے ۹ سال پہلے چلیں تو ۱۸۴۴ء میں پہنچ جاتے ہیں جو ۱۲۶۰ھ کے مطابق ہے۔ اور یہی سن حضرت باب جلّ ذکرہ الاعظم کے ظہور کا وقت ہے۔ جو جناب میرزا صاحب کی تحریر کے عین مطابق ہے کہ :۔ "جب ہزار ششم آئیگا۔ اور مہدی معہود اس کے آخر میں ظاہر ہوگا" سو ظاہر ہونیوالا ٹھیک اپنے وقت پر ظاہر ہوچکا اور لکھنے والا لکھ گیا۔ مگر اس وقت کو نہ پاسکا۔ فتفکروا فیہ۔

(۹) مہدی کے ساتھ حافظِ امت ہوگا

عسل مصفیٰ جلد ثانی صفحہ ۴۴۷ پر لکھا ہے :۔

" (مہدی ۔ ناقل) کے ہمراہ مردانِ خدا ہونگے جو (مہدی) کی دعوت کو قائم کرینگے ۔ (مہدی) کے مددگار رہینگے ۔ یہی لوگ (مہدی) کے وزیر ہیں کہ بارِ مملکت کو اٹھاوینگے ۔ اسمیں (مہدی) کی مدد کرینگے ۔ یہ ۹ آدمی ہونگے جو قدم بہ قدم رجال صحابہ کے ہیں ۔ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ یعنی جو عہد اللہ سے کیا ہوگا اس کو سچا کر دکھائینگے ۔ یہ سب عجمی ہونگے ۔ ان میں کوئی عربی نہ ہوگا ۔ مگر بات عربی زبان میں کریں گے ۔ ان کے لئے ایک حافظ ہوگا ۔ جو انکی جنس سے نہیں ہے ۔ اس نے کبھی نافرمانیِ خدا نہ کی ہوگی ۔ یہ حافظ افضلِ وزراء و افضل امناء ہوگا ۔"

اس عبارت کے بعد حجج الکرامہ میں لکھا ہے :۔ "مراد بایں حافظ عیسیٰ علیہ السلام است" صفحہ ۳۸۲ یعنی

اس حافظ سے مُراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

اس حافظ سے صاحب عسل مصفیٰ نے "مولوی نورالدین مرحوم" کو مراد لیا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب کا ادعائے مسیحیت موجود نہیں ہے جو حافظ کی خاص پہچان ہے۔ البتہ حضرت باب جل ذکرہ کے ساتھیوں میں سے جنھوں نے مہدیِ معہود کی شریعت کے بوجھ کو اپنے اوپر اُٹھایا، افضل انسان حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ تھے۔ جو بعد میں مسیحیت کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے اور بقول جناب میرزا صاحب "مسیح موعود صحابہ میں سے ہوگا (تحفہ گولڑویہ ص۲۸) حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ ہی کے حق میں صادق آتا ہے۔ اور یوں احمدیت کی گواہی ظہور بہائی پہ صادق آتی ہے۔ اور احمدیت اس سے محروم رہتی ہے۔

(۱۰) مہدیِ معہود زندان میں رہیگا

بحار الانوار فارسی جلد ۱۳ (شیعہ) صفحہ ۹۰ پہ لکھا ہے۔ "از ابی بصیر روایت کردہ کہ انہ ابی جعفر شنیدم میفرمود در صاحب ایں امر چہار سنّت از سنن انبیاء است ...... سنتِ یوسف زندان" "

یعنی ابی بصیر سے روایت ہے کہ ابی جعفر فرماتے تھے کہ قائم آل محمد میں چار سنّت انبیاء کی ہیں۔ اُن میں سے سنّتِ یوسف قائم آل محمد کا قیدخانہ میں رہنا ہے۔

پس اگر حدیث کی صحت کا (خواہ سنی حدیث ہو یا شیعہ) صحیح معیار یہی ہے کہ وہ واقعات کی روشنی میں سچی ثابت ہو تو تیرھویں صدی میں کسی ایسے مہدیِ معہود کو پیش کیا جائے جو نہ صرف موعود مسیح سے تقدم زمانی ہی ۹ سال کا رکھتا ہو بلکہ علی محمد نام رکھتے ہوئے زندان میں بھی رہا ہو۔ فتفکروا فیہ۔

(۱۱) مہدی معہود ایرانیوں کے ساتھ جنگ کریگا

حجج الکرامہ ص۳۶۲ پہ لکھا ہے "فارس دشمنِ مسلمانان باشند و مقاتلہ ایشان با مہدی" یعنی اہل فارس مسلمانوں کے دشمن ہونگے اور اُن کی مہدی کے ساتھ جنگ

ہوگی۔ یہ پیشگوئی بھی بجز حضرت باب کے تیرھویں صدی یعنی آخری زمانہ میں کسی مدعی مہدویت پر چسپاں نہیں ہوتی۔ اس پیشگوئی کی روشنی واقعات نے ظاہر کردی۔ پھر قادیان کیوں ایمان نہیں لاتا؟ بیّنوا یا قوم

(۱۱) مہدی صاحب کتاب ہوگا

بحار الانوار فارسی جلد ۱۳ صفحہ ۲۳۳ (مطبوعہ ۱۲۷۰ھ در تبریز مترجمہ حسن بن محمد ولی ارومیہ) پر لکھا ہے:۔

عبداللہ بن عطار روایت نمود کہ از باقر علیہ السلام پرسیدم کہ آیا قائم وقتیکہ قیام میکند بکدام طریقہ درمیان خلائق رفتار میناید فرمود کہ بہم میزند احکام را کہ پیشتر از او بود چنانچہ رسولِ خدا احکامِ سابقہ را برہم نمود و اسلامِ تازہ احداث میکند ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

(ترجمہ) عبداللہ بن عطار روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جب وقت قائم آلِ محمد قیام کریگا دنیا میں کون سا طریقہ اختیار کریگا۔ فرمایا اس سے پہلے جس قدر بھی احکام ہیں سب منسوخ کر دیگا جیسا کہ رسولِ خدا نے اپنے سے پہلے جملہ احکام کو منسوخ فرما دیا۔ اور اسلامِ جدید برپا کرے گا۔

یہ حدیث کسی بہائی نے بحار الانوار میں نہیں لکھی۔ بلکہ سنہ ۱۲۶۸ھ میں حضرت باب کی شہادت کے دو سال بعد خود ناصر الدین شاہ قاچار شاہِ ایران نے فارسی میں ترجمہ کرا کر اسے شائع کیا ہے۔ اگر احمدی صاحبان کو اس حدیث کے ماننے میں تامل ہو تو بالفاظ جناب میرزا صاحب مرحوم:۔

"(ہمیں) کہنے دو کہ ایسی حدیث سے انکار کرنا جو گیارہ سو برس سے علماء اور خواص اور عوام میں شائع ہو رہی ہے اور اس کا راوی بھی عظیم الشان ائمہ میں سے ہے یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ" ور تیرہ سو برس سے یعنی ابتدا سے آجتک کسی نے اس کو موضوع قرار نہیں دیا ...... نیز قرآن صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ

"کسی پیشگوئی پر جو صاف اور صریح اور فوق العادت طور پر پوری ہو گئی ہو محض خدا کے رسول کے اور کوئی قادر نہیں ہو سکتا ایسا انکار جو عناداً کیا جائے کسی ایماندار کا کام نہیں" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۸)

پس ایمانداری یہی ہے کہ ایک عظیم الشان امام کی برحق گواہی پر لبیک کہا جائے اور سر تسلیم خم کیا جائے کہ واقعی قائم آل محمد مہدی موعود صاحب شریعت اور ناسخ شریعت محمدیہ ہیں جیسا کہ واقعات کی روشنی نے بھی حضرت باب موعود کے ظہور سے اس حدیث کی سچائی پر مہر کر دی۔

(ب) نیز کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۳۳ پر حضرت علی علیہ السلام سے ایک روایت یوں لکھی ہے:

انه قال النبي صلعم امنا المهدی ام من غیرنا یا رسول الله فقال بل منا یختم الله بنا کما فتح وبنا یستنقذون من الشرك وبنا یؤلف الله بین قلوبهم بعد عداوة بینة کما بنا الف بین قلوبهم بعد عداوة الشرك قال علی امؤمنون ام کافرون قال مفتون وکافر ۔ .. ..

یعنی حضرت علیؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آیا مہدی ہم میں سے ظاہر ہوگا؟ یا ہمارے اہلبیت کے سوا کسی غیر قوم کے لوگوں میں سے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی علیہ السلام ہم میں سے ظاہر ہوگا جیسا کہ دین اسلام ہم سے شروع ہوا ہے اسی طرح ختم بھی ہم پر ہی ہوگا۔ اور لوگ ہمارے ذریعے ہی نجات پائینگے شرک کے خطرہ سے اور ہمارے ہی وسیلے سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں الفت ڈالیگا۔ فتنہ اور ہنگامہ کی دشمنی کے بعد۔ جیسا کہ خدا نے ان کے دلوں میں شرک کی عداوت کے بعد الفت ڈالی ہے۔ حضرت علی نے عرض کیا کہ کیا ہم ایمان لائینگے یا انکار کر بیٹھینگے فرمایا۔ تم آزمائے جاؤ گے اور انکار کرو گے۔

ملاحظہ کیجیئے کہ شیعہ اور سنی احادیث کس قدر متفق ہیں کہ مہدی موعود ناسخ شریعت محمدیہ ہے۔ کیا ان احادیث کی صداقت، واقعات کی روشنی نے واضح نہیں کر دی۔ فتفکروا۔

(۱۳) مہدی معہود سات سال زندہ رہیگا — مہدی معہود کے متعلق حج الکرامہ صـ۳۸۲ پر لکھا ہے

"جد از حسین بن علی ست بیعت کردہ شود او را میان رکن و مقام مانا باشد
برسولِ خدا صلعم در سیرت نہ در صورت اسعد مردم بوے اہل کوفہ باشند
پنج یا ہفت سال زندگانی کند"

(ترجمہ) وہ حسینی نسل کا سیّد ہوگا۔ وہ سیرت میں آنحضرت صلعم کی مانند ہوگا۔ رکنؔ و مقام کے درمیان اس سے بیعت کی جائیگی۔ اس کے نیک ترین لوگ اہل کوفہ ہونگے۔ وہ پانچ یا سات سال تک زندہ رہیگا۔

سو حضرت باب حسینی النسل سید بھی تھے۔ آنحضرت صلعم کی مانند ایک اُمّت کے مُربّی بھی تھے۔ رکن و مقام کے درمیان آپ سے بیعت بھی کیگئی۔ (دیکھو رسالہ تسعہ عشریہ صـ۲۴ الکواکب الدریہ) بھی کوفہ میں چلہ کشی کرنیوالے ہی آپ کے ساتھی تھے۔ شعبان ۱۲۶۱ھ کے اعلان (رسالہ تسعہ عشریہ صـ۳۶) کے حساب سے پانچویں سال میں اور اظہار امر ۱۲۶۰ھ کے حساب سے آپ ساتویں سال میں شہید کردیئے گئے۔ اگر کسی پیشگوئی کا پورا ہونا اس کی صحت کا معیار ہے تو قادیان ان پیشگوئیوں کے مصداق پر کیوں ایمان نہیں لاتا؟

(۱۴) مہدی معہود کی ندا رمضان میں — عمل مصفّیٰ جلد ۲ صـ۲۹۵ پر بحوالہ مسک العارف صفحہ ۱۴۱ لکھا ہے:-

"نعیم بن حماد نے ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ جب سنو کہ ایک آواز رمضان کے مہینے میں جمعہ کی رات کو ہوتی ہے تو اس کو سنو اور قبول کرو"

(ب) پھر کتاب مذکور کے اسی صفحہ پر بحوالہ کتاب اکمال الدین صـ۳۶۵ لکھا ہے کہ جو آواز ماہ رمضان میں نکلیگی وہ جمعہ کی رات ہوگی اور تیئسویں رمضان کی ہوگی۔

سو سفرِ حج سے حضرت باب جمادی الاولیٰ ۹ ماہ کے بعد واپس آکر بوشہر میں ٹھہرے۔ آپ کو سرکاری سواروں کے ذریعے بلایا گیا۔ آپ ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۶۱ھ کو شیراز پہنچے اور دو روز کے بعد آپ نے اپنے ادعا کو بالوضاحت بیان فرمایا۔ (رسالہ تسعہ عشریہ صـ۳۷)

اور یوں تیئسویں ماہ رمضان میں کہ شب جمعہ ہے آپ کے ادعاء کی آواز اطراف ایران میں پھیل گئی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹ رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۱ھ میں بروز یکشنبہ آپ وارد شیراز ہوئے۔ ۲۰-۲۱ رمضان المبارک (دوشنبہ۔سہ شنبہ) کے بعد ۲۲ رمضان المبارک (چہارشنبہ) کو آپ نے اپنے ادعاء بابیت کی وضاحت فرمائی اور ۲۳ رمضان المبارک (پنجشنبہ) کو کہ جمعہ کی رات ہے اور تیئسویں تاریخ رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۱ھ کی ہے) کے دن آپکے ادعاء کی عمومی آواز اطراف ایران میں سن گئی۔ اور یہی وہ آواز ہے جس کے متعلق لکھا گیا تھا کہ جب اس آواز (یعنی دعویٰ) کو سنو جو ۲۳ رمضان جمعہ کی رات کو تمہارے کانوں میں پہنچے، اسے قبول کرو۔"

(۱۵) مہدی موعود کا قتل دن کے دوسرے حصہ میں

عسل مصفی جلد ثانی صفحہ ۳۹۶ پر لکھا ہے:-

"وفی آخر النہار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما یشکک علی الناس یفتنہم فکم فی الیوم من شاک متحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنی الاول فلا تشکوا انہ صوت جبریل وعلامۃ ذالک انہ ینادی باسم المھدی واسم ابیہ۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۰۸)

(نعیم بن حماد نے روایت کی ہے) کہ دن کے دوسرے حصے میں ابلیس لعین آواز دیگا کہ فلاں مظلوم شخص مارا گیا۔ اور یہ واقعہ لوگوں کو مشکلات اور فتنہ میں ڈالیگا۔ اور بہت لوگ شک اور حیرت میں پڑینگے لیکن جب رمضان میں پہلے ہی سے ایک آواز سن چکے ہونگے پھر تم شک نہ کیجیو۔ کیونکہ وہ آواز تو جبریل کی ہوگی اور وہ ایک علامت اس بات کی ہے کہ اس سے مہدی اور انکے باپ کا نام بلند ہوگا

سو حضرت باب جل ذکرہ الاعظم کے ادعاء کی ندا، کو عام طور پر ۲۳ رمضان المبارک ۱۲۶۱ جمعہ کی رات کو سنا گیا۔ جو جبریل کی آواز تھی۔ اور ۲۸ شعبان سنہ ۱۲۶۶ ہجری پیش از ظہر (رسالہ تسعہ عشریہ صفحہ ۔۔) فی آخر النہار (یعنی دن کے دوسرے حصے میں

الیس صرف لوگوں نے اپنے امام کو قتل کرکے "انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ"
ہم نے اس مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہتا تھا، یہودیوں کی مانند پکارا کی
ان فلانا قد قتل مظلوما فلاں شخص قتل کر دیا گیا جو اپنے آپ کو مظلوم کہتا تھا۔"
افسوس اس فتنہ (امتحان) میں جہاں ایران فیل ہوا وہاں قادیان بھی فیل ہو گیا (الا
ان شاء اللہ) اور یہی آواز قادیان سے بھی بلند ہوئی (ملاحظہ ہو رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲
نمبر ۶ صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

کاش آج بھی قادیان تیئسویں رمضان المبارک شب جمعہ میں بلند ہونیوالی ندار
اور حضرت باب کے ادعاء پر غور کرے کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی بارہ سو برس کے بعد کس طرح
لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ کیونکہ حضرت باب کے اس اعلان سے شہادت تک زمانۂ مہدی کی دو سال
کی مدت بھی پوری ہوتی ہے۔ فتفکروا۔

(۱۶) مہدی معہود کے چہرے پر زخم ہوگا

حضرت باب جل ذکرہ کی شہادت کے سلسلہ میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپ کی شہادت ذالنگ کے ساتھ واقع ہوئی۔ اس لیے آپ کا جسد اطہر چھلنی ہو گیا۔ مگر چہرۂ مبارک پر خفیف سا زخم آیا۔ جیسا کہ لکھا ہے:-

سینہ مشبک گشتہ و اعضاء کل تشریح شدہ مگر صورت کہ اندکے ازردہ شدہ بود۔	آپکا سینہ چھلنی ہو گیا۔ اور تمام اعضاء الگ الگ ہو گئے۔ مگر چہرۂ مبارک پر خفیف سا زخم تھا

(۱۸) مہدی معہود کا قتل تبریز میں

ایران کے صوبہ آذربائیجان کے شہر تبریز میں حضرت باب جل ذکرہ الاعظم کی شہادت کا واقعہ ہوا جس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:-

ما نا چار ایم از آذربائیجان کہ ہیچ چیز باآن مقاومت و مقابلت نمیتواند بکند۔ و قتیکہ	(ترجمہ) ہم آذربائیجان کے واقعہ سے مجبور و لاچار ہیں۔ کوئی واقعہ اس اہم واقعہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا

حال بدین منوال گردید در خانہای خود بنشینید
و در جای خود آرام بگیرید تا وقتیکہ ما آرام
گرفتہ ایم زمانیکہ حرکت کند حرکت کنندہ
یعنی قائم ظہور نمود در آنحال بسوی و رسید
بہ دیدہ پہنہ کہ رفتن شما طفل خوردہ سال
کہ در روی کفلش کہ بر زمین گذاشتہ
راہ میرود بحث را سوگند یاد کنیم ہر آئینہ
گویا کہ او را در میان رکن و مقام چنان
می بینم کہ خلائق با و بیعت میکنند و او
بیعت را قبول کند لبشرطیکہ با ایشان
با احکام قرآن تازہ کہ بر عرب سخت و گران
است رفتار نماید۔ بعد از آں فرمود کہ
وای بر طغیان کنندگان عرب از شری کہ
نزدیک شدہ (بحار الانوار فارسی جلد ۱۳
صفحہ ۲۳۳)

جب تم یہ حالت دیکھو اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ
اور اپنے گھروں میں قیام کرو جس طرح کہ ہم مقیم ہیں
جس زمانہ میں حرکت کرنے والا حرکت کرے
یعنی قائم (آل محمد مہدی معہود) کا ظہور ہو جائے
اس وقت تم اس کی طرف جاؤ۔ خواہ تمھیں چھوٹے
بچے کی مانند گھٹنوں ہی کے بل کیوں نہ جانا پڑے
میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں (مہدی معہود کو)
اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ رکن و مقام کے
درمیان مخلوق اس سے بیعت کر رہی ہے۔
اور وہ بیعت کو اس شرط پر قبول کر رہا ہے
کہ وہ قرآن جدید کہ دین عربی کے ماننے والوں
کے لئے شدید و گراں ہے۔ کے احکام کے ساتھ
چل رہا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ دین عربی کے
ماننے والوں کی سرکشی پر افسوس ہے۔ جو انکی
شرارت کی وجہ سے نزدیک آپہنچی ہے۔

مہدی معہود کے ساتھ تبریز و آذربائیجان میں عربی دین کے ماننے والوں کی سرکشی کی وجہ
سے جو واقعہ ازل سے مقدر تھا۔ جیسے آنحضرت صلعم نے لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم
کے الفاظ میں بھی فرمایا تھا۔ جس کا مقابلہ کوئی واقعہ نہیں کر سکتا۔ الغرض یہ اپنے وقت پر اپنی دوسری
علامات کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔ اور دین عربی کے ماننے والوں کے ہاتھوں سے اس طغیان کا
ظہور ضروری تھا۔ حالانکہ مسیحی فوج نے بھی گولی چلائی۔ مگر ۔ ۔ ۔ وار حضرت باب کا بال بیکا
نہ کر سکے۔ کیونکہ قتل دین عربی کے ماننے والوں کے ہاتھوں سے مقدر تھا۔ تا کہ ان کا طغیان

ظاہر ہو اور "تقتلوا اماماکم" کی پیشگوئی پوری ہو۔ فتفکروا فیہ یا اولی الالباب و الابصار

(۱۹) مہدی کے ۹ سال بعد ظہورِ مسیح ہوگا

یہ بات ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ بقول جناب میرزا صاحب ظہورِ مسیح کا وقت جس پر جملہ انبیاء کا اتفاق ہے ۱۸۵۳ء ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مہدی معہود سات سال یا ۹ سال رہیگا۔ سو ۱۸۵۳ء سے ۹ سال پہلے ۱۸۴۴ء میں حضرت باب نے اظہارِ امر فرمایا ساتویں سال میں آپ شہید ہوتے۔ ۹ سال بعد حضرت بہاء اللہ نے بغداد میں نفخ صورِ ثانی ہونے کا دعویٰ کیا۔ (دیکھو اشراقات ص ۴۲) نیز لوحِ ابن ذئب اردو ص ۹۶/۹۷) نیز عصر جدید اردو (حاشیہ صفحہ ۳۳) ان مقامات پر حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ نفخ صورِ ثانی ہونے کا اور ۹ سال بعد ۱۸۵۳ء میں ظہور کی تاریخ لکھی ہے۔

(۲۰) مہدی اپنا کام مسیح کے سپرد کریگا

حجج الکرامہ ص ۳۶۳ پر لکھا ہے کہ مہدی اپنا کام حضرت مسیح کے سپرد کریگا (ملخصاً) سو حضرت باب نے بوقتِ شہادت اپنی خاص الواح اور جملہ اشیاء حضرت بہاء اللہ کے ہی سپرد کیں (دیکھو بابُ الحیات ص ۳۶) جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوا کہ ظہورِ مسیح ظہورِ مہدی کا متمم و مکمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں مسیح موعود کی بہت سی علامات کو مہدی معہود اور مہدی معہود کی خصوصیات کو مسیح موعود کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ کہ

(۲۱) ظہورِ مہدی بغداد سے

"بعث از عراق باشد" یعنی (مہدی) بغداد سے مبعوث ہوگا۔ سو حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ نے تکمیل امتِ مہدی کی خاطر بغداد ہی سے ۱۲۶۹ھ میں نفخ صورِ ثانی کے نام سے اظہار فرمایا۔

(۲۲) مہدی معہود کے ساتھ دجّال کرمانی

احادیث میں لکھا ہے کہ دجّال کرمان سے ظاہر ہوگا۔ (ملاحظہ ہو غسلِ مصفیٰ جلد اول ص ۶۰۴)

(بحوالہ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

سو حضرت باب جل ذکرہٗ کے امر مبارک میں حاجی کریم خاں کرمانی کو دجالِ معہود ٹھہرایا گیا ہے (جو ایک آنکھ سے کانے بھی تھے)

(۲۳) مہدی معہود کا زمانہ ۱۹ سال چند ماہ

اُمتِ مہدی کی تربیت میں حضرت بہاءاللہ جل اسمہ الاعلیٰ نے ۱۲۶۹ ہجری مطابق ۱۸۵۳ء تک کا زمانہ صرف کیا۔ اس کے بعد ادعائے جہری کیا۔ اور یوں زمانہ مہدی ۱۹ سال چند ماہ پورا ہوا۔

ہم نے بہت سی ذاتی خصوصیاتِ مہدیِ معہود کو ترک کر دیا ہے۔ ہر اہل انصاف کے لئے عموماً اور قادیان کے لئے خصوصاً غور کرنے کا مقام ہے۔ جو سرے سے ہی مہدیٔ معہود کے وجود کا منکر ہے۔ اگر کسی مہدیِ معہود کا وجود نہیں ہے تو قادیان یاد رکھے کہ وہ حضرت میرزا صاحب کو مسیح موعود بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جناب میرزا صاحب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۸ پر تسلیم کرتے ہیں کہ "مسیح موعود صحابہ میں سے ہوگا" (ملخصاً) اور اصحاب کا وجود بجز کسی بروزِ رسول کے ظہور میں نہیں آسکتا۔ اور نہ دل المسیح صفحہ پر جناب میرزا صاحب نے "مہدیِ معہود" کو بروز مانا ہے۔ مگر طرفہ یہ کہ خود جناب میرزا صاحب سے پہلے کوئی بروزِ رسول یعنی مہدی معہود موجود نہیں ہے۔ تاکہ آپ اوّلاً صحابہ میں داخل ہو سکیں اور اُن صحابہ میں سے آپ کا وجود مسیح موعود قرار دیا جا سکے۔ کیونکہ بقول آپ کے مسیح موعود صحابہ میں سے ہونا چاہیے۔"

اور اگر کہا جائے کہ آپ نے روحانی طور پر آنحضرت صلعم سے صحابہ جیسا فیض حاصل کیا تو فیض کے بارے میں خود حضرت میرزا صاحب کا فتویٰ سنیئے۔ فرماتے ہیں "افاضہ بغیر بعث ناممکن ہے" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۲ حاشیہ) یعنی جبتک بعثت نہ ہو فیض پہنچ ہی نہیں سکتا۔ نیز یہ بھی تو سوچو کہ آپ آخرین منہم کی تفسیر میں فرماتے ہیں "آیت ممدوحہ بالا میں

یہ تو نہیں فرمایا واٰخرین من الاُمۃ بلکہ یہ فرمایا واٰخرین منھم اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

پس جب قرآن میں آخرین من الاُمۃ نہیں ہے تو جناب میرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ جناب میرزا صاحب آخرین من الاُمۃ ہیں یعنی امت محمدیہ کے ایک فرد۔ اور آپ کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ میں امتی ہوں۔ اور قرآن کریم میں آخرین من الاُمۃ نہیں ہے بلکہ آخرین منھم ہے۔ جس کی ضمیر صحابہؓ کی جانب راجع ہے۔ اور صحابہ میں آپ اسی صورت میں داخل ہو سکتے ہیں جبکہ آپ سے پہلے کوئی بروزِ رسول ہو۔ مگر بروزِ رسول ہے نہیں۔ لہٰذا آپ نہ مہدی ہیں نہ مسیح۔

البتہ آپ کے اس بیان سے یہ ضرور ثابت ہے کہ مہدی ایک الگ وجود ہے جو بروزِ رسول ہے۔ جس کی بعثت سے صحابہ کا فرقہ پیدا ہوگا۔ اور جیسا کہ آپ لکھتے ہیں ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منھم میں داخل ہو سکتا ہے جن میں ایسا رسول موجود ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو گا (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷) اور ظاہر ہے کہ جناب میرزا صاحب کا تعلق کسی ایسے فرقے سے نہ تھا جس میں بروزِ رسول ہونے کا کوئی مدعی تھا۔ اس لئے آپ پر صحابی کا اطلاق نہ ہوا۔ اور مسیح موعود کا صحابہ میں سے ہونا ضروری ہے۔ مگر آپ صحابی ثابت نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا مسیح موعود بھی نہ ہو سکے۔

ہاں حضرت باب جل ذکرہ الاعظم نے بعثت ثانی محمدی کا ادعا کیا۔ دیکھو البیان فارسی واحد اول۔ باب ۱۵۔ اس پر ایک فرقہ ایمان لا کر صحابہ کا فرقہ کہلایا۔ ان میں سے ایک حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعلیٰ تھے۔ جنہوں نے نفخ صورِ ثانی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جو مسیح موعود ہے۔ (دیکھو شہادت القرآن صفحہ ۱۱)

الغرض جناب میرزا صاحب کا مذکورۃ الصدر بیان نہ صرف جناب میرزا صاحب کو مہدی اور مسیح ہی بننے نہیں دیتا۔ بلکہ بتاتا ہے کہ مہدی اور مسیح دو جدا گانہ وجود ہیں۔

جیسا کہ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے ظہورات نے ثابت کر دیا۔ اور آنحضرت صلعم نے جو پیشینگوئیاں مہدی معہود فی آخر الزمان کے مستقل وجود کے بارے میں کی تھیں وہ حضرت باب جل ذکرہ کے وجود سے روز روشن کی طرح پوری ہوئیں۔ جیسا کہ اوپر کے بیان میں دکھایا جا چکا ہے۔ اسی طرح حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعلیٰ کے وجود سے المسیح الموعود کے ظہور کی بے شمار پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ بطور مشتے نمونہ ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:-

(۱) مسیح مہدی کا تابع ہوگا۔ جیسا کہ حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۱ پر لکھا ہے:-

"عیسیٰ از اخص وزراء او باشد و تابع او بود۔" | یعنی مسیح موعود مہدی کے مخصوص وزراء میں سے ہوگا۔ اور مہدی کا متبع ہوگا۔

سو حضرت بہاء اللہ، حضرت باب کے متبعین میں سے ہی تھے۔

(۲) مہدی کے بعد عیسیٰ امام ہوگا۔ جیسا کہ حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۱ پر لکھا ہے:-

"بعد از و عیسیٰ امام شود" یعنی (مہدی کے بعد) عیسیٰ امام ہوگا۔

(۳) مسیح ذوالقرنین ہوگا۔ جناب میرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "بعض احادیث میں مسیح موعود کا نام ذوالقرنین آیا ہے۔ ...... میرے وجود نے مشہور و معروف صدیوں میں خواہ ہجری ہیں خواہ مسیحی۔ خواہ بکرماجیتی اس طور پر اپنا ظہور کیا ہے کہ ہر جگہ دو صدیوں پر مشتمل ہے۔ صرف کسی ایک صدی تک میری پیدائش اور ظہور ختم نہیں ہوئے۔ ...... میری پیدائش اور میرا ظہور ہر ایک مذہب کی صدی میں صرف ایک صدی پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ دو صدیوں میں اپنا قدم رکھتا ہے۔ پس ان معنوں میں میں ذوالقرنین ہوں" (تقریروں کا مجموعہ صفحہ ۲۵)

جناب میرزا صاحب کی پیدائش اور ظہور ہر مذہب کی دو صدیوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کی تفصیل کتاب نور الدین مصنفہ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول جماعت احمدیہ کے صفحہ ۲۰۲ پر دی گئی ہے۔ اور عمر کا پہلا سال سنہ ۱۸۴۰ء لیا گیا ہے اور سنہ ۱۹۰۱ء میں جناب میرزا صاحب کی عمر ۶۱ سال دکھائی گئی ہے۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں جناب میرزا صاحب نے وفات پائی۔

پس کُل عمر آپ کی ۶۱ + ۸ = ۶۹ برس ہوئی۔ اگر اسے صحیح تسلیم کیا جائے تو ۷۴ سے ۸۶ برس تک کی عمر کا الہام غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کی الہامی عمر کو صحیح کرنے کیلئے آپ کی پیدائش ۱۸۳۵ء (موجودہ تحقیق کے مطابق۔ صمدانی) تسلیم کی جائے تو ایک طرف تو یہ ذوالقرنین ہونے کا دعویٰ ہاتھ سے جاتا ہے۔ کیونکہ جملہ مذاہب کی صدیوں کے سر چار پانچ برس آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری جانب یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپ ۱۸۵۷ء میں ۲۲ سال کے نوجوان ہو چکے تھے۔ اور آپ کو ابھی داڑھی مونچھ کا آغاز نہ ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کتاب البریّہ میں فرماتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء میں میں سولہ سترہ برس کا تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ جو صحیح ہے۔ اسوقت جبکہ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء مانی جائے۔ مگر ۱۸۳۵ء کے لحاظ سے آپ کی عمر ۲۱ یا ۲۲ سال کی ہوتی ہے۔ کہ اس صورت میں آپ کے لئے داڑھی مونچھ کا آغاز لازمی ہے۔ جس کے آپ منکر ہیں۔

بہرحال جماعت احمدیہ نے آپ کی تاریخ پیدائش کو درست کرکے ادعاء ذوالقرنین کو خود غلط قرار دیدیا۔ نیز ۱۸۹۱ء میں آپ نے ادعاء مسیحیت فرمایا۔ اس سن میں کسی مذہب کی دو صدیاں نہیں ملتیں۔ برخلاف اس کے ۱۸۵۳ء سے لیکر کہ حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے دعوے کا سال ہے ۱۸۹۲ء تک کہ آپ کی وفات کا سال ہے، برابر ہر مذہب کی دو صدیاں ملتی ہیں۔ (دیکھو کتاب نور الدین صفحہ ۲۰۲) پس یہ کدو کاوش بھی حضرت بہاء اللہ جل ذکرہٗ کے ذوالقرنین ہونے کو ثابت کرتی ہے۔

(۴) **مسیح موعود** (۱) بیت المقدس میں نازل ہوگا (ازالہ اوہام صفحہ ۹۱) (۲) مسیح موعود مسلمانوں کی چھاؤنی میں نازل ہونگے۔ (عسل مصفٰی جلد اول صفحہ ۶۰۶) (۳) مسیح موعود اردن میں نازل ہونگے (عسل مصفٰی جلد اول صفحہ ۶۰۶) یہ جملہ پیشگوئیاں حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے پوری ہوئیں۔ کیونکہ عکا مسلمانوں کی چھاؤنی تھی۔ بیت المقدس اور اردن اس کے حوالی میں واقع ہیں۔

(۵) حجج الکرامہ صفحہ ۳۷۹ پر لکھا ہے کہ مہدی بیت المقدس کی طرف توجہ کریگا۔ ایک ہزار کشتی کے ساتھ۔ اور مسلمان شام میں فلسطین۔ عکاء۔ صورت عسقلان میں اُتر ینگے۔ یہ پیشگوئی بھی حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے پوری ہوئی۔

(۶) مسیح موعود کا نام "بہاء" ہے۔ غسل مصفیٰ جلد ۲: صفحہ ۳۹۷ پر لکھا ہے

"نعیم بن حماد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے ان سے مہدی کی نسبت سوال کیا تو انھوں نے کہا کہ ابھی بہت دور کی بات ہے۔ پھر ہاتھ سے ۹ کی صورت بنائی اور کہا کہ وہ آخری زمانہ میں خروج کریگا۔"

سو آخری زمانہ میں مہدی کے قائم مقام مسیح موعود حضرت بہاء اللہ پر ہی یہ پیشگوئی چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ اسم بہاء کے ساتھ ظاہر ہوئے اور بہاء کے عدد ۹ ہوتے ہیں۔ فتفکروا فیہ۔

(۷) مسیح موعود پر الہام کہ دین عیسوی کی حمایت کرتا ہے: یہ پیشگوئی جو غسل مصفیٰ جلد ۲ صفحہ ۵۴۵ بحوالہ اقتراب الساعہ صفحہ ۲۲۴ لکھی ہے: حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ کے ظہور سے پوری ہوئی۔ قادیان نے صریح الفاظ میں لکھا کہ "بہائی دراصل دوسرے عیسائی ہیں"۔ (قادیانی رسالہ بہائی مذہب کی حقیقت صفحہ ۱۱۶)

(۸) مسیح الدجال شام اور عراق کے درمیانی راستہ سے نکلیگا: یہ پیشگوئی جسے جناب میرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے، حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے وقت میں پوری ہوئی۔ کیونکہ حضرت بہاء اللہ کے ادعاء مسیحیت کی مخالفت میں میرزا یحیٰی دجال اکبر عراق سے شام تک آپ کے ساتھ ساتھ گیا۔ اور بالآخر مغربی جزیرہ میں قید کیا گیا۔ اور خدا کا مسیح موعود حسب ارشاد نبوی مسلمانوں کی چھاؤنی میں نازل ہوا۔

(۹) حجج الکرامہ صفحہ ۴۴۳ پر لکھا ہے کہ "مسیح موعود کو وحی ہوگی کہ تو میرے مخلص بندوں کو کوہ طور میں پناہ دے"۔ اس پیشگوئی کو جناب میرزا صاحب نے بھی چشمۂ معرفت میں لکھا ہے۔ اور

یہ پیشگوئی بھی حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے ہی ظہور سے پوری ہوئی کہ آپ خدا کے مخلص بندوں کو کوہ طور، علاقہ شام میں ملے گئے۔

از این قبیل بہت سی پیشگوئیاں ہیں جسے راقم الحروف نے ایک حد تک رسالہ "اسلام اور احمدیت" میں اپنے قیام سرینگر کے زمانہ (سنہ ۱۹۴۱ء) میں جمع کر دیا تھا جسے مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل سرینگر نے قدرے ترمیم و تنسیخ کے بعد شائع کر دیا ہے یہ ۲۳ صفحات کا پمفلٹ احمدیت کے لئے لاجواب مواد ہے۔

مختصر یہ کہ سنہ ۱۹۲۴ء سے لے کر سنہ ۱۹۴۴ء کی ابتداء تک قادیان کے متعلق بیشمار لاجواب مضامین لکھے گئے۔ جنہیں پڑھ پڑھ کر بہت سے ذی فہم احمدی دوستوں نے احمدیت ترک کر دی ہے جس کی وجہ سے قصر احمدیت کی بنیادیں انتہائی کھوکھلی ہو چکی ہیں اور وہ دن قریب ہے کہ "قصر احمدیت" دھڑام سے گر جائے۔ اور دیکھنے والے کہیں "خربت خیبر اللہ اکبر"

(الہام جناب میرزا صاحب قادیانی)

کتاب "جواب لیکچر جناب قادیانی"

اس ۲۳ صفحات کے رسالہ میں پیسہ اخبار ۲۷ راگست سنہ ۱۹۰۴ء کا وہ مضمون مع جواب درج ہے جس میں حضرت غصن اللہ میرزا محمود زرقانی علیہ بہاء اللہ نے جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت کو مناظرہ کی دعوت دی تھی۔ اس میں حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے دعاوی بطور ضمیمہ اضافہ کئے گئے ہیں۔ قیمت فی درجن ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ

بہائی پبلشنگ کمیٹی معرفت بہائی ہال دیپ چند اوجھا روڈ گارڈن کوارٹرز کراچی

بعض قادیانی اعتراضات

اس بیس سال کے عرصہ میں اہل بہاء کے بالمقابل قادیان جناب میرزا صاحب کو "موعود مسیح" کی تسبیح پر کھڑا نہیں کرسکا۔ اور اپنے اسلاف کی مانند خدا کے "ازلی ابدی دین" پر لغو اعتراضات کرتا رہا ہے۔ جسمیں سے چند اعتراضات کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

پہلا اعتراض حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعوی کیا ہے۔ اس کے جواب میں کوکب ہند جلد اول کا ایک خاص نمبر شائع کیا گیا۔ پھر حضرت استاذی المکرم آقا حشمت اللہ صدر لجنۂ تبلیغ واشاعت نے ایک رسالہ موسوم بہ "البلاغ المبین" شائع کیا۔ جس کے جواب سے آجتک قادیان لاچار ہے۔ یہ رسالہ نیشنل سپرٹچول اسمبلی بہائی ہال کراچی سے مل سکتا ہے۔

دوسرا اعتراض "مسیح ومہدی ایک وجود ہے" کے جواب میں کوکب ہند جلد دوم میں المہدی الاعلیٰ پر مبسوط جرح کی گئی۔ جس جواب میں قادیان آجتک دم بخود ہے۔

تیسرا اعتراض حضرت بہاء اللہ وحضرت باب جل اسمہما الاعلیٰ کے متعلق کہا گیا کہ اسلام کی پیشگوئیاں ان پر صادق نہیں آتیں۔ چنانچہ رسالہ "اسلام اور احمدیت" شائع کیا گیا۔ جس کے جواب کی علمائے قادیان کو ہمت نہ ہوئی۔

چوتھا اعتراض یہ مشہور کیا گیا کہ حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کا دعویٰ ماموریت من اللہ نہیں نیز وحی والہام کا ادعا بھی ثابت نہیں ہے۔ جس کے جواب میں حضرت

بہاء اللہ کا ادعائے اموریت اور دعوای وحی والہام چالیس سال تک" ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا گیا۔ جس کے جواب سے قادیان آجتک قاصر ہے۔

پانچواں اعتراض یہ کیا گیا کہ اہل بہاء کا عقیدہ متعلقہ قیامت غلط ہے۔ بہائی میگزین میں جماعت احمدیہ کے امام کو چیلنج کیا گیا۔ مگر حضرت امام یا کوئی فرد جماعت آجتک جواب کے لئے تیار نہ ہوا۔

چھٹا اعتراض یہ کیا گیا کہ "قرآن کریم کی شریعت غیر منسوخ ہے" جس کے جواب میں بہائی نومبر ۱۹۴۲ء میں مدلل اور مبسوط ومفصل مضمون لکھا گیا۔ مگر فضلاءِ قادیان آجتک خاموش ہیں۔

قادیانی تاویلاتِ رکیکہ

(۱) جب قادیان کا کوئی بس نہ چلا تو ۱۹۴۱ء میں یہ کہکر کہ "بہائی تحریک ایک دجالی تحریک ہے" اپنا دل ٹھنڈا کیا۔ ثبوت اس امر کا کیا ہے۔ قادیان کہتا ہے کہ بہائی تحریک چونکہ خراسان اور شام وعراق کے درمیانی راستہ سے اٹھی ہے جو خروجِ دجال کا محل ہے۔ اس لئے یہ تحریک دجالی تحریک ہے۔

حالانکہ خراسان اور عراق خروجِ مہدی ومسیح کا بھی محل ہے۔ اور بقول جناب میرزا صاحب جہاں مریض (یعنی دجال) ہو وہیں طبیب (یعنی مہدی ومسیح) آنا چاہیئے" (تحفہ گولڑویہ صٓ ۷۶) سو خراسان وعراق میں جہاں کریم خاں کرمانی اور میرزا یحیی جیسے دجال ظاہر ہوئے وہاں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلی (کم) بحیثیت مہدی ومسیح ظاہر ہوئے اور نبوی پیشگوئی کھلے طور پہ پوری ہوئی۔ مگر قادیان آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔

(۲) پھر کہا گیا کہ ظہورِ دجّال ظہورِ مسیح سے پہلے ہے۔ اس لئے میرزا صاحب کا ظہور جو مابعد ہے ظہورِ مسیح ہے۔ (حبہ خوش۔ نقل اوّل و اصل بعد)

حالانکہ ظہورِ دجال کا وقت تیرھویں صدی کے نصف کے بعد میرزا صاحب نے خود لکھا ہے (ازالہ صفحہ ۶۲۶) اور ظہورِ مہدی کا وقت چھٹے ہزار کا آخر (تحفۂ گولڑویہ صفحہ ۱۵۲) اور ظہورِ مسیح کا وقت ۱۸۵۳ء مطابق ۱۲۷۰ھ (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵) اور ٹھیک انہی وقتوں میں دجال اور مہدی و مسیح کا ظہور ہوا۔ چنانچہ خود جناب میرزا صاحب نے لکھا ہے "پہلی کتابوں اور احادیثِ صحیحہ میں بڑا الشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا ہے کہ وہ دجّال کے ظہور کے وقت آئیگا" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴) پس جب احادیثِ صحیحہ میں یہ لکھا ہے۔ دجال اور مہدی و مسیح بیک وقت ہونگے۔ سو بیک وقت ظہور ہو گیا۔ اور وقت ۱۸۵۳ء ہے۔ جبکہ جناب میرزا صاحب ابھی بچے تھے۔ انھیں ان پیشگوئیوں سے کیا تعلق؟ اور اگر تعلق ہو بھی تو کیا مسیح اس لیے آیا کہ دجال سے جان بچاتا پھرے اور ایک دن بھی اس کے بالمقابل نہ آئے؟ اور ساری عمر میں اس کی کتابیں پڑھنے کے باوجود ایک حرف بطور تردید نہ لکھے۔ مگر اس سے کیا غرض قادیان کو تو کسی طرح اپنا جی ٹھنڈا کرنا ہے۔ اور بغیر حقیقت کی سیرابی کے وہ ٹھنڈا ہو نہیں سکتا۔ مختصر یہ کہ حضرتِ رسول نے دجال اُس شخص کو کہا ہے جو مظہر ظہور کے مقابل اس کی ریس اور نقل کرتے ہوئے اپنی وجاہت طلبی کے لیے فتنہ و فساد کھڑا کرے اور عوام الناس میں بیہودہ شور و غوغا برپا کرے گا کہ یکایک ظہورِ حقیقی کے کلام کی اشاعت اور شوکت و سطوت اس کی وجاہت کو معدوم کر دیگی اور آخرکار عوام الناس کو اُس کے سایۂ موہوم سے موعودِ برحق کی روشنی نجات بخشیگی۔ یہ ہے دجال کی اصل اور دجال کی خبر کا اصلی منشا۔ سو دجال ظہور کے مقابل معدوم ہوا اور اب جو بھی ظہور کے مقابل آئے اس کا یہی حشر ہو گا۔ کیونکہ خدا کا قانون یہی ہے ؎

کچھ نقل کے ماسوا نہیں دجل کی اصل
ثابت ہے تقدّم و تاخرِ اصل و نقل

(۳۳) پھر آیۂ مبارکہ یدبّر الامر من السّماء الی الارض ثمّ یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ ممّا تعدّون" کے متعلق کہا گیا کہ اہلِ بہاء یعرج الیہ کے معنے منسوخ ہونا کرتے ہیں۔ حالانکہ عروج کے معنے ذہابٌ فی صعودٍ ہیں۔ یعنی بلندی کی طرف جانے کے، اور معنے یہ ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ شریعتِ اسلام اور اس روحانی بادشاہت کو دنیا میں آسمانی تدابیر اور سماوی نشانات سے مستحکم طور پر قائم کر دیگا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف عروج ہوگا۔ اور ایک ہزار سال انسانی سال میں تکمیل کو پہنچیگا۔ بعد ازاں اسلام کی عالمگیر اشاعت کا دور شروع ہوگا۔"

اس ترجمہ میں دو باتیں لکھی ہیں (۱) ہزار سال میں اسلام بلند ہوگا" (۲) اس کے بعد عالمگیر اشاعتِ اسلام ہوگی۔ حالانکہ اس ہزار کے لوگوں کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا "وہ مجھ سے نہیں ہیں۔ میں اُن سے نہیں ہوں"۔ اور خود جناب میرزا صاحب اس ہزار کو ہزارِ ضلالت قرار دیتے ہیں (لیکچر سیالکوٹ صدا) اب صاحبانِ انصاف خود ہی غور فرمائیں کہ اس ہزار سال میں اسلام بلند ہوا یا ضلالت کے گڑھے میں دفن ہوگیا۔ پھر لکھا ہے کہ "اس کے بعد اسلام کی عالمگیر اشاعت کا دور شروع ہوگا"۔ حالانکہ قرآن مجید میں یہ قطعاً ذکر نہیں ہے جو صاف اور صریح اس امر کی شہادت ہے کہ قرآن مجید کا یہ ترجمہ قطعی غلط ہے۔ کیونکہ نہ صرف واقعات کے خلاف ہی کہ اسلام بعد آنحضرت صلعم بلند ہوا۔ بلکہ اس کی عالمگیر اشاعت کا اس آیت میں ذکر تک نہیں ہے۔

رہی یہ بات کہ اہلِ بہاء عروج کے معنے منسوخ کرتے ہیں۔ سو قرآن کریم پر ہی کیا حصر ہے۔ ہر شئی جو اپنی پہلی حالت سے عروج کرتی ہے۔ اس کی پہلی حالت محو و منسوخ ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کی تدبیر کا زمانہ تین سو برس ہے۔ اس کے عروج کا خاتمہ ہزارویں سال میں ہے۔ یعنی تیرھویں صدی میں اسلام کی شکل جو ہوگی وہ اس کے عروج کے بعد کی ہوگی۔ نہ کہ تیرہ سو سال کے اسلام کی۔ جیسا کہ بچے کی شکل اس کے عروج و خروج و تکمیل کے بعد نطفہ کی شکل نہیں ہوتی۔ شکلِ نطفہ محو و منسوخ ہو جاتی ہے

اسی طرح اسلام کی شکل اس کے عروج وتکمیل کے بعد تیرہ سو برس کے اسلام کی شکل نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر فضلائے قادیان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔

"قادیان کے لئے ظہور بہائی کے انکار کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی"

ہر صاحب انصاف کی خدمت میں مودبانہ التماس ہے کہ وہ اس امر پر غور کرے کہ ابتداء اسلام سے لے کر آخری زمانہ (تیرھویں صدی) تک جسے جماعت احمدیہ آخری زمانہ تسلیم کرتی ہے کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ فرمانِ نبوی کے مطابق (۱) کوئی مدعیِ مہدویت کسی مدعیِ مسیحیت سے ۹ سال پہلے ہوا ہو (۲) ساتویں سال میں شہید ہوا ہو (۳) ۲۳ رمضان المبارک کو اس کی ندا عوام تک پہنچی ہو اور زمانہ بھی آخری ہو (۴) مدعی من عترتی کا مصداق ہو (۵) ایرانی ہو (۶) ۲۶ سالہ نوجوان ہو (۷) آنحضرتؐ کے دین کا خاتم ہو (۸) یحییٰ صفت بھی ہو (۹) اس کی پیشگوئی کے مطابق نویں سال میں مسیح ظاہر ہوا ہو (۱۰) وہ مسیح عراق (بغداد) سے مبعوث ہوا ہو (۱۱) وہ مسیح عراق سے شام کو گیا ہو اور درمیانی راستہ میں دجال سے مقابلہ ہوا ہو (۱۲) اس کی جائے نزول مسلمانوں کی چھاؤنی ہو جو اردن فلسطین وغیرہ میں ہو۔ جیسا کہ ہم گذشتہ مضمون میں تفصیلی طور پر لکھ چکے ہیں۔ اگر یہ باتیں حسب فرمانِ نبوی آخری زمانہ میں حرف بحرف پوری ہوگئیں تو کون سی وجہِ انکار باقی رہی۔ کیا ایک مسلمان فرمانِ نبوی کا انکار کر کے اسلام کا دعویٰ کرسکتا ہے؟ چہ جائیکہ وہ خدمتِ اسلام کا دعویٰ کرے۔ اور احیاء اسلام کا مدعی ہو۔

میرزا صاحب کے الہامات اور خدمتِ اسلام

باوجود اس امر کے کہ بربنائے مسلمات میرزا صاحب و دیگر دلائل و براہین کے حضرت بہاءاللہ کے دعویٰ مسیح موعود قبول کرنے میں کوئی وجہ انکار باقی نہیں رہتی۔ پھر بھی بعض لوگوں کو کم فہمی کی وجہ سے یہ شبہ لاحق ہوتا ہے کہ جب خدا نے جدید اسلام نازل فرمایا تو جناب میرزا صاحب سابقہ اسلام میں رہ کر کس طرح ملہم اور متکلم ہو گئے۔ اور کتابیں لکھکر اسلام کی تائید کی۔ اور احمدیہ جماعت قائم کی اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ہم وہی قاعدہ یاد دلاتے ہیں جس کو جناب میرزا صاحب نے اپنی کتاب ضرورۃ الامام مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان کے صفحہ ۴۳ پر بتایا ہے۔

فرماتے ہیں کہ "حدیث و قرآن سے یہ ثابت ہے کہ امام الزمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی بھی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پَرتو ہوتا ہے جو مستعد دلوں پہ پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں۔ اور آسمان میں ایک صورتِ انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشارِ روحانیت و نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلۂ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص غور و فکر کے ذریعے سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادت کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے۔ اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے، اس کو استدلال اور اتمامِ حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشارِ روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد دل پہ نازل ہوتی ہے اور یہ ایک عام قانون قدرت اور سنتِ الٰہی ہے۔ جو ہمیں قرآن اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی

سے معلوم ہوا۔ اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اس سے بھی بڑھکر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشارِ نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائیگا۔ اور نابالغ بچے بھی نبوت کرینگے اور عوام الناس روح القدس سے بولینگے۔ اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتو ہوگا۔ پھر صفحہ ۵ پر یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ہزاروں راہب ملہم اور اہل کشف تھے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ میں دوبارہ نورانیت ہوئی اور اکثر ان میں صاحب الہام اور صاحب کشف پیدا ہونے لگے۔"

اسی طرح اپنی کتاب چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۰۱ پر لکھتے ہیں:

"منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اس کا ظہور اس زمانہ میں سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے۔ تب پہلے جھوٹے نبیوں کا نام ونشان نہ تھا۔ جب ان کا نور زمین پر خوب روشن ہو گیا۔ تب مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی۔ ابن صیاد وغیرہ جھوٹے نبی پیدا ہو گئے۔ تا کہ خدا دکھاوے کہ وہ کس طرح سچے کی حمایت کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سچے نبی کے ظہور کے وقت بارش کی طرح آسمان پر انتشارِ روحانیت ہوتا ہے۔ اور اکثر لوگوں کو سچی خوابیں شروع ہوتی ہیں۔ الہام ہونے لگتے ہیں۔ اسی دھوکہ سے بعض لوگ اپنی حد سے بڑھکر دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔"

جناب میرزا صاحب کے ان بیانات کو زیرِ غور لاکر ایک بچہ بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ تمام انبیاء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق امام الزمان حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ ۱۸۵۳ء میں ظاہر ہو گئے۔ اور بموجب فرمانِ نبوی اس کے ظہور سے انتشارِ روحانیت و نورانیت ہوا تو جناب میرزا صاحب نے بھی امام الزمان کی روحانیت کے انتشار سے فائدہ اٹھایا۔ ان کی نیک استعداد جاگ اٹھی۔ غور و فکر میں ترقی ہوئی۔ استدلال میں طاقت پیدا ہوئی۔ اور آپ

ملہم اور متکلم ہو گئے۔ وہ خود اس بات کے گواہ ہیں اور فرماتے ہیں کہ مجھے انتشارِ روحانیت محسوس ہوا۔ (دیکھیے حقیقۃ المہدی صلا)

پس جناب میرزا صاحب کا یہ ارتقاء سابقہ دین کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ اس امام الزمان کی انتشارِ روحانیت کا جو پہلے ظاہر ہو چکا تھا۔ اس کے لئے امام الزمان کو جاننا ضروری نہ تھا کیونکہ یہ عام قانون ہے کہ ہر ایک مستعد دل پر خواہ وہ کسی دین میں ہو، یہ انوار نازل ہوتے ہیں۔ جب ہزارہا راہب اور یہودی صاحبِ کشف والہام ہو سکتے تھے اور مسیح موعود کے زمانہ میں عورتیں اور نابالغ بچے نبوت کر سکتے ہیں تو میرزا صاحب کا ملہم ومتکلم ہونا یا جماعت بنانا کون سا مقامِ حیرت واستعجاب ہے۔ البتہ یہ بات صاف ہے کہ ان کو اپنی نورانیت کا سرچشمہ معلوم نہ تھا۔ وہ تقلید اور اجتہاد کی بناء پر اس کو سابقہ دین کی طرف منسوب کرتے رہے۔ اجتہادی غلطیوں میں مبتلا رہے۔ زمانہ کے علامات دیکھکر متحیر ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے الہام سے دھوکا کھایا اور اپنی حد سے بڑھ کر ماموریت کا دعویٰ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ناقص الہام اور ناقص روحانی ادراک نے ان کے دعویٰ بلکہ ہر ایک بات میں عروج ونزول پیدا کیا۔ حدیث النفس نے یہ الہام پیش کیا۔ "آسمان سے بہت سے تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔" اجتہاد نے یہ لکھنے پر مجبور کیا کہ "کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امورِ غیبیہ اسمیں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔" (حقیقۃ الوحی صا۳۹۱) حالانکہ بقول ان کے سنہ ۱۸۶۳ء میں جو حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم کے ظہور کا زمانہ ہے۔ ایک رویاء کے ذریعے امتِ محمدیہ کے کامل لوگوں کے مراتب پر اطلاع دی گئی جن کے بالمقابل آپکا مقام سب سے نچلا ہے۔ ذکر سب کی اوپر کا۔ چنانچہ لکھتے ہیں :-

میں نے خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھا۔ اور مسیح نے اور میں نے ایک جگہ اور ایک ہی برتن میں کھانا کھایا۔ اور کھانے میں ہم دونوں ایسے بے تکلف اور بامحبت تھے کہ جیسے دو حقیقی بھائی ہوتے ہیں اور جیسے قدیم سے دو رفیق اور دلی دوست ہوتے ہیں۔ اور بعد اس کے اسی مکان میں جہاں اب یہ عاجز اس حاشیے کو لکھ رہا ہے میں اور مسیح اور ایک اور کامل اور مکمل سید آل رسول دالان میں خوش دلی سے ایک عرصے تک کھڑے رہے اور سید صاحب کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اسمیں بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کے نام لکھے ہوئے تھے، اور حضرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ان کی کچھ تعریفیں لکھی ہوئی تھیں چنانچہ سید صاحب نے اس کاغذ کو پڑھنا شروع کیا جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ مسیح کو امت محمدیہ کے ان مراتب سے اطلاع دینا چاہتے ہیں کہ جو عند اللہ ان کے لئے مقرر ہیں۔ اور اس کاغذ میں عبارت تعریفی تمام ایسی تھی کہ جو خالص خدا نے تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ سو جب پڑھتے پڑھتے وہ کاغذ اخیر تک پہنچ گیا اور کچھ تھوڑا ہی باقی رہا تب اس عاجز کا نام آیا جسمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عبارت تعریفی عربی زبان میں لکھی ہوئی تھی۔ "ھو منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فکاد ان یُعرف بین الناس" یعنی وہ مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید و تفرید۔ سو عنقریب لوگوں میں مشہور کیا جائیگا۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۳)

ملاحظہ کیجئے! رویاء میں افراد خاصہ امت محمدیہ میں بقول ان کے سب سے آخر میں ذکر کرتا ہے مگر آپ فرماتے ہیں میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا اس امت کا میں ایک فرد مخصوص ہوں حالانکہ آپ سے پہلے امت محمدیہ کے افراد خاصہ پہلے رسولوں سے دس ہزار گنا زیادہ مقام پا چکے اور خدا کی فہرست میں اپنا نام لکھوا چکے ہیں

بالآخر ہم موجودہ امام جماعت احمدیہ کے بیان سے بھی دکھاتے ہیں کہ الہام الٰہی کا سلسلہ

حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کے ظہور کی وجہ سے ہی پھیلا۔ چنانچہ امام موصوف اپنی تصنیف "تحفہ شہزادہ ویلز" کے صفحہ ۱۳۱/۱۴۲ پر لکھتے ہیں:-

"(حضرت میرزا صاحب کی) پیدائش کے زمانہ کے قریب سے دنیا کے مختلف مذاہب میں آنے والے موعود کی جستجو شروع ہو گئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا الہام مخفی طور پر دنیا کے مختلف حصوں میں نازل ہو کر لوگوں کو دنیا کے منجی کی آمد کے قریب کی بشارت دینے لگ گیا تھا۔ چنانچہ یورپ اور ایشیا کی مختلف قوموں اور مختلف مذاہب میں اُنیسویں صدی کے شروع سے آنیوالے موعود کا انتظار لگ گیا تھا۔ اور بہت لوگ تھے جو دُنیا کو ہوشیار کرنے لگ گئے تھے۔ چنانچہ خود انگلستان میں بھی ایسے لوگ تھے جو اس امر کا اعلان کرتے تھے۔ اُن میں سے ایک تو پریسبی ٹیرین چرچ کا پادری ایڈورڈ اروِنگ تھا۔ اس نے ۱۸۲۱ء میں لندن میں وعظ کہنا شروع کیا۔ اور تین مہینوں میں اس کے سامعین کی تعداد پچاس سے پندرہ سو تک بڑھ گئی۔ اور برہیم کنگ، میکنٹاش، ولبرفورس جیسے رجالِ سیاست اور بااثر آدمی اس کے سامعین میں شامل تھے۔ وہ کہتا تھا کہ بیس سال کے عرصہ میں یروشلم کا علاقہ گندوں سے پاک کر دیا جائے گا۔ اور وہ زمانہ جبکہ دنیا میں نیکی قائم کی جائے گی اور مسیح واپس آ کر دنیا میں حکومت قائم کرینگے، نزدیک ہے اور اُن کے شاگرد مسٹر بکسٹر کا اپنی نسبت بیان ہے کہ ان کی زبان پر دُعا کے وقت یہ الفاظ جاری ہوئے کہ مسیح کی آمد نزدیک ہے۔ اور اس کے آنے پر زندہ دلی ایک جگہ جمع کئے جائینگے۔ اور مُردہ دل زندہ کئے جائینگے۔

اسی طرح فرقہ ایڈونٹسٹ اُنیسویں صدی کے بیچ سے مسیح کی آمد کا انتظار کر رہا ہے۔ اور اس نے بہت سی تکالیف اٹھا کر بھی اپنے خیالات کو ترک نہیں کیا۔

اِنکے سوا لاکھوں انسان مسیحیوں اور یہودیوں میں ایسے تھے اور ہیں جو یقین کرتے ہیں کہ مسیح کی آمد کا زمانہ یہی ہے ...... مسلمانوں میں بھی صاحب کشف لوگوں نے کشوف اور رویاء دیکھے تھے۔ اور الہام پائے تھے؛ ...... غیر مذاہب کے لوگوں کو خوابوں اور قلبی اشاروں اور مسلمانوں کو کشفوں اور الہاموں کے ذریعہ متوجہ کیا گیا۔"

ملاحظہ کیجئے۔ امام موصوف لکھتے ہیں کہ انیسویں صدی کے شروع ہی سے "آنیوالے موعود کی جستجو مذہبی دنیا میں شروع ہوگئی تھی۔ چنانچہ انیسویں صدی کے شروع ہی میں یعنی ۱۸۱۷ء و ۱۸۱۹ء میں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ کی پیدائش ظہور میں آچکی تھی۔ جسے امام موصوف جناب میرزا صاحب کی پیدائش کا قرب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ۱۸۲۱ء میں یورپ میں اور ایران اور ہندوستان میں آنے والے موعود کی جستجو شروع ہوگئی تھی۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے الہام کا مخفی طور پر دنیا کے مختلف حصوں میں نازل ہونا۔ یقیناً حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ جل ذکرہما الاعلیٰ کی پیدائش کی وجہ سے تھا نہ کر جناب میرزا صاحب کی پیدائش کی وجہ سے۔ کیونکہ حضرت میرزا صاحب کی پیدائش حضرت بہاء اللہ اور حضرت باب عزّ اسمہما الاعلیٰ کی پیدائش سے ۲ ۱/۲ برس بعد وقوع میں آئی ہے۔ جناب میرزا صاحب کا ظہور بہائی کی روح سے متاثر ہوکر کامیاب ہونے کا یہ کھلا ہوا ثبوت ہے کہ آپ نے اپنی کتب میں ان دلائل کو لکھا جو آپ پر چسپاں نہیں ہوتیں بلکہ ظہور بہائی پر چسپاں ہوتی ہیں۔ اور آپ نے ان مسائل پر ہی زور دیا جو دینِ بہائی کا راستہ صاف کرتے ہیں۔ مثل وفات مسیح بقاءِ نبوت۔ ظہورِ موعود اور اُس کا وقت و مقام۔ و علامات و نشانات وغیرہ۔ نسخِ قرآن کے مضمون کو نہ آپ نے چھوا اور نہ آپ کے بس کی بات تھی۔ یہ شان صرف اور صرف تمام انبیاء کے جلیل الشان موعود اور کُل ادیان کے مالک و حاکم و مختار کی تھی۔ قیامت کے مسئلہ کو سمجھنا یا سمجھانا بھی آپ کے بل بوتے کا کام نہ تھا۔ اگرچہ بقاء نبوت

اور ظہورِ موعود کی اصل شان و مرتبت کو کما حقہٗ آپ نہ سمجھ سکے۔ تاہم مسلم قوم میں ان بعض مسائل کو چھیڑ کر ایک حد تک بیداری ضرور پیدا کر دی۔

ناظرین کتاب پر واضح ہو جانا چاہیے کہ اہل بہاء نہ جناب میرزا صاحب کے الہامات کو منجانب اللہ تسلیم کرتے ہیں نہ انھیں مؤید بروح القدس مانتے ہیں۔ بلکہ اہل اسلام میں سے ایک عام متکلم و مفسر اور عالم دین خیال کرتے ہیں۔ نیز نہ ہی آپ کا خدا سے کوئی گہرا روحانی تعلق تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر آپ کا خدا سے کوئی ایسا تعلق ہوتا تو وہ خدا جس نے اپنا دین دنیا میں بطور نعمت نازل فرمایا آپ کو اس نعمت سے کبھی محروم نہ رکھتا۔ آپ کو کسی خواب یا الہام کے ذریعہ ضرور اطلاع دیتا۔ پس حضرت میرزا صاحب کا اس دنیا میں دینِ الٰہی سے اعمیٰ رہنا ان کے آخرت میں اعمیٰ رہنے کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ جسے آپ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں تسلیم کرتے ہیں۔
ہم نے انتشارِ روحانیت کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ خود ان کے مسلمات کی بناء پر ہے نہ کہ اہل بہاء کے معتقدات کی بنا پر۔

چونکہ ظہور بہائی کو جناب میرزا صاحب نے ہمیشہ پردۂ خفا ہی میں رکھا۔ اور مقابلہ کرنے سے آپ ہمیشہ گھبراتے ہی رہے، اس لئے ممدوح کی تحریرات کے ذریعے ظہور بہائی پبلک کے سامنے نہیں آیا۔ ورنہ یقیناً سمجھدار لوگ میرزا صاحب کے دعاوی کو کبھی قبول نہ کرتے۔
یہی حال راقم کا ہے کہ جناب میرزا صاحب کی تحریرات مثل وفات مسیح وغیرہ چونکہ عام مسلمان علماء کے بالمقابل ایک مضبوط چٹان تھی اور اس کا جواب علماء کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اس لئے راقم بھی حلقۂ احمدیت میں شامل ہو گیا تھا۔ مگر جب تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً دلائل حقہ ظہور بہائی پر ہی صاف اور صریح طور پر چسپاں ہوتی ہیں تو راقم الحروف ترک احمدیت پر مجبور ہوا۔ جیسا کہ ابتداء میں تفصیلاً لکھا جا چکا ہے راقم کے والد ماجد (کہ جمالِ قدم انھیں اپنے جوارِ رحمت میں معزز جگہ عطا فرمائے اور وہ اپنے وعدے کے مطابق انھیں لامتناہی اجر عظیم بخشے) فرمایا کرتے تھے کہ اس کو (یعنی راقم الحروف کو) ایک ایسی کتاب ہاتھ لگ گئی ہے

جس کے بالمقابل قادیانی کانپتے ہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ بتائیدات جمالِ قدم راقم الحروف کو ظہورِ بہائی کی تصدیق میں ایسے محکم دلائل ملے ہیں۔ جنھیں آجتک قادیانی دنیا نہیں توڑ سکی وہ کوکب ہند میں پیش کیے گئے۔ بہائی میگزین۔ پیامبر میں لکھے گئے۔ مختلف ٹریکٹوں اور رسالوں میں شائع کیے گئے۔ مگر قادیان بیس سال سے گوشۂ خاموشی میں لرزاں و ترساں ہے جنھیں مختصراً آج پھر اس مختصر تاریخ کے ضمن میں پیش کر رہا ہوں تاکہ سعید روحیں فائدہ اٹھائیں۔ (آمین ثم آمین)

صمدانی

۶.۲.۴۴ یکشنبہ

مُناجات

الٰہی الٰہی

اے میرے معبود اے میرے خدا

سِراجِ اَمرت را بدُہنِ حکمت بر افروختی۔ اَز اریاحِ

تو نے اپنے امر کے چراغ کو حکمت کے تیل سے روشن فرمایا۔ اُسے مخالف

مُختلفہ حِفظش نما۔ سِراج از تو۔ زُجاج از تو۔

ہواؤں سے محفوظ رکھ۔ (یہ روشنی دینے والا) چراغ بھی تیرا ہی ہے (اور حفاظت کی) چمنی

اَسبابِ آسمان و زمین در قبضۂ قدرتِ تو۔ اُمَراء را

بھی تیری ہی عنایت ہے۔ آسمان و زمین کے تمام اسباب تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ امیروں کو

عدل عنایت فرما و عُلماء را انصاف۔ توئی آں مُقتدری

عدل عنایت فرما اور علماء کو انصاف کی توفیق بخش۔ تو ہی وہ قدرت والا ہے کہ قلم

کہ بحرکتِ قلم اَمرِ مُبرمت را نُصرت فرمودی و

کی حرکت سے تو نے اپنے (نہ ٹلنے والے) قطعی امر کی مدد فرمائی۔ اور اپنے

اَولیاء را راہ نمودی۔ توئی مالکِ قدرت و ملیکِ اِقتدار

دوستوں کو روشن راہ دکھائی۔ تو ہی قوت و قدرت کا مالک اور شہنشاہ ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْمُخْتَار ۝

تجھ عزیز و مختار کے سوا کوئی معبود نہیں

حضرت باب جلّ ذکرہ مہدی موعود اور قائم آل محمد ہونے کا دعویٰ

ان یا علی قد اصطفیناک بامرنا وجعلناک
ملکاً ینادی بین یدی القائم انه قد ظهر
باذن ربه ذلک من فضل الله علیک
وعلی الناس لعلهم یشکرون - ان یا علی انّنی
انا نار الله التی یظهر الله یوم القیمة وکلّ بها
یبعثون وینشرون ویحشرون ولیعرضون
ثم هم فی الجنة یدخلون - ذلک قائم الذی
کل ینتظرون یومه وکل به یوعدون
(الی ان قال) قل ان الله بما قد نزل من
قبل من الآیات فی امّ الکتاب قد خلق محمداً
ثم ما شاء کذلک یخلق الله بمثل ما یشاء
بقوله کن فیکون - ومن ینتظر بعد هذا الظهور
مهدی او رجع محمد او احد ممن آمن بالله
وآیاته فاولئک ما لهم من علم الی یوم یرجعنی الله
ومن آمن بی ذلک یوم القیمة فاذا کل فی
خلق جدید - انا قد بدأنا ذلک الخلق و
انا لنعیده وعداً علینا انا کنا قادرین
(الی ان قال) قل انه لمحمدها وقل انه

اے شیخ (علی) ہم نے تجھے برگزیدہ کیا اپنے حکم سے اور
تجھے وہ فرشتہ بنایا جو قائم کے سامنے منادی کرتا ہے۔
وہ اپنے رب کی اجازت سے ظاہر ہوا۔ یہ تیرے اوپر اور
سارے انسانوں کے اوپر خدا کا فضل ہے تاکہ وہ شکر گذار ہوں
اے (شیخ) تحقیق جان کہ میں خدا کی وہ آگ ہوں جو قیامت
کے دن ظاہر ہوتی ہے اور سب اس کے ذریعہ مبعوث منشور
محشور اور سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد وہ جنت میں
داخل ہوتے ہیں۔ یہی وہ قائم ہے جس کے دن کا سب انتظار
کرتے تھے اور جس کا سب کو وعدہ دیا جاتا تھا۔ (حتیٰ فرمایا)
کہہ و خدا نے آج سے پہلی جو آیات ام الکتاب میں نازل
فرمائیں ان (آیات) کے ذریعہ محمد (رسول اللہ) کو پیدا کیا
اور اسکے بعد جو چاہا پیدا کیا، خدا اسی طرح (آیات کے ذریعہ) اسدن
پیدا کریگا جو چاہیگا اپنے کلام کن فیکون سے۔ اور اسکے بعد جو
مہدی کا ظہور یا محمد (رسول اللہ) کی رجعت یا کسی اور شخص کا
انتظار کریگا جو خدا اور اسکی آیات پر ایمان لایا ہو تو ایسے
(انتظار کرنیوالے) لوگ علم نہیں رکھتے۔ (یہ حکم اسوقت تک ہے)
جبتک مجھے خدا واپس کریگا۔ اور جو کوئی میرے اوپر ایمان لائیگا
(تو) وہ دن روز قیامت ہوگا۔ اور فوراً سب ایک نئی مخلوق

لمهدی موعود فی ام الکتاب قل انهٗ صاحب حق کلّ به یوعدون قُل انهٗ قائم حق کلّ به موقنون وانا قد نزلنا ذٰلک الکتاب رحمۃ من لدنا للعٰلمین۔ لئلّا یقول احدٌ لو علّمنی اللہ ظهور مهدی اور رجع محمد والذین هم شهدآء من بعدہ ثم المومنون لکنت من المحضریت ۔٥

ہونگے۔ ہم نے اس مخلوق کو نئے سرے سے پیدا کیا اور پھر ہم ان کو لوٹا دینگے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے۔ یقیناً ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ (حتیٰ فرمایا) کہدو یقیناً وہ محمد ہادی ہے۔ کہدو یقیناً وہ مہدی ہے (وہی مہدی) جس کا وعدہ ام الکتاب میں دیا گیا کہدو۔ یقیناً وہ (ایسا) صاحب حق ہے جس کا وعدہ سبکو دیا گیا ہے۔ کہدو یقیناً وہ قائم برحق ہے (جسکی ظہور کا) سب کو یقین ہے اور ہم نے بھی اس کتاب کو اپنی طرف سے ::: رحمۃ للعالمین بنا کر نازل کیا ہے تاکہ کوئی شخص نہ کہہ سکے کہ اگر خدا مجھے مہدی کے ظہور کی خبر دیتا یا رجعت محمد اور انکے بعد انکی (سچائی کی) گواہی دینے والوں کی اور ایمان لانیوالوں کی تو میں بھی ضرور حاضر ہونیوالوں میں سے ہوتا۔

یہ اقتباس ڈاشیخ علی ترشیزی (خراسانی) معروف بعظیم کی لوح میں سے ہے۔ جسکو وسیع پیمانہ پر شائع کرنے کا حکم حضرت باب نے دیا تھا۔ اور جو ظہور الحق حصہ سوم تاریخ فاضل مازندرانی کے صفحہ ۱۹۴ لغایت ۱۹۶ ابر چھپ چکی ہے۔

(۴) ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

"میں مثل یحییٰ کے ہوں۔ اور "من یظہرہ اللہ جل ذکرہٗ" مثل حضرت عیسیٰ کے ہیں۔ اور یہی وہ ایلیا ہے جو کہ اس ظہور اعظم سے پہلے ظاہر ہو کر بشارت دے گا اور راستہ صاف کر کے لوگوں کو اس کے آنے کے واسطے مستعد کریگا۔"

حضرت بہاء اللہ جلّ اسمہ الاعلیٰ کے دعاوی

(۱) "این ظہور و ظہور قبل بعینہ ظہور ابن زکریّا و روح است" (کتاب اقتدارات ص۹۵) ترجمہ "یہ ظہور (یعنی حضرت بہاء اللہ کا ظہور) اور اس سے پہلا ظہور (یعنی حضرت باب کا ظہور) ہر دو ظہور ایسے ہی ظہور ہیں۔ جیسے ابن زکریا یعنی یحییٰ اور حضرت روح اللہ یعنی مسیح کا ظہور کیے بعد دیگرے ظہور فرما ہوئے تھے"

(۲) لوح پوپ میں خداوند عالم فرماتا ہے :-

"یا ملأ الارض قل ارسلنا الیکم من سمّی بیوحنّا لیعمّدکم بالماء لکی طهر ابدانکم لظهور المسیح وانّه طهّرکم بنار الحبّ وماء الروح للاستعداد لهذا الایام. فیها اراد الرحمٰن ان یغسلکم بماء الحیوان من ایادی الفضل والاحسان" ترجمہ اے روئے زمین کے باشندو ہمنے تمھاری طرف اسکو بھیجا جس کا نام یوحنا رکھا گیا تاکہ وہ تم کو پانی سے غسل دے۔ اور اس نے تمکو محبت کی آگ اور روح کے پانی سے پاک کیا تاکہ لوگ اسدن کیلئے مستعد ہو جائیں جسمیں الرحمٰن نے ارادہ کیا ہے کہ فضل واحسان کے ہاتھوں تمھیں آب حیات سے غسل دے۔

(۳) قل یا ملأ الانجیل قد فتح باب السماء واتی من صعد الیها وانّه ینادی فی البرّ والبحر ویبشّر الکلّ بهذا الظهور الّذی به نطق العظمة قد اتی الوعد وهذا هو الموعود (کتاب اقدس ص۲۳)

کہدے اے انجیل والو! آسمان کا دروازہ کھل گیا اور وہ آگیا جو آسمان پر چلا گیا تھا اور بحر و بر میں منادی کر رہا ہے اور سب کو بشارت دے رہا ہے اس ظہور کی جس کے باعث عظمت الہی گویا ہوئی کہ وعدہ پورا ہوا۔ اور موعود یہی ہے

(۴) انّه اتی من السماء مرّة اخری کما اتی منها اوّل مرّة (لوح پوپ) وہ مسیح آسمان سے دوسری مرتبہ اسی شان سے آیا ہے جس طرح پہلی مرتبہ آسمان سے آیا تھا۔

(۵) خدا نے مجھے مبعوث فرمایا اور کھلی کھلی آیات دیکر تمھاری طرف بھیجا ہے۔ میں تمام کتب وصحف الہی اور بیان کی تصدیق کرتا ہوں اور تمہارا غالب دشمن ہونگا میری گواہی دے رہا ہے " (صدائے 20 7/44)

فہرست

صفحہ